وجدِ صُوفیاء کا جواز

تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ

مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سعادت اہتمام: صوفی مختار احمد اویسی

ناشر

سیرانی کُتب خانہ

محکم الدین سیرانی روڈ ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور 0300-6830592

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب

وجد صوفیاء

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی مدظلہ، العالی

ناشر

سیرانی کتب خانہ...... سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب:...... **وجد صوفیاء کا جواز**

از قلم :...... حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمتہ اللہ علیہ

ناشر :...... سیرانی کتب خانہ بہاولپور

باہتمام :...... صوفی مختار احمد اُویسی

کمپوزنگ:...... محمد بلال رضا اُویسی (ملتان)

ترتیب :...... ناچیز محمد امین فضلوی چشتی (خانیوال)......۰۳۳۴-۹۹۴۲۰۵۸

پروف ریڈنگ:...... حضرت علامہ شاہ محمد شائق صاحب منڈی یزمان

ضخامت :...... 80

ہدیہ :...... -/60

ملنے کا پتہ

سیرانی کتب خانہ...... سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

فہرست

ناشر

سیرانی کتب خانہ

نزد سیرانی مسجد بہاولپور

برائے رابطہ:...... 0300-6830592

بسم اللہ الرحمن الرحیم
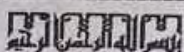
وجد صوفیاء

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

سخن ہائے گفتنی

فقیر نے بچپن میں چند بزرگوں کی کیفیت سنی اور بعض بزرگوں کو وجد کرتے دیکھا اور ساتھ ہی ان پر پھبتیاں اڑاتے دیکھا سنا چونکہ بزرگوں سے بچپن سے ہی عقیدت ومحبت تھی اور تا حال ع

وہی رفتارِ خوش رنگی جو پہلے تھی، وہ اب بھی ہے۔

بچپن میں تو کرتا تھا۔ ہاں تعلیم اسلامی سے نوازے جانے کے بعد جو میرے بس میں تھا کر دکھلایا یعنی انکے دفاع میں انکی وجدی کیفیت کو اسلامی وشرعی دلائل سے ثابت کر دکھلایا کہ وجد صوفیانہ قرآن واحادیث کی رو سے صحیح اور حق ہے۔ اسکا نام بھی رکھا "وجد صوفیانہ کا جواز" لیکن افسوس کہ ناشرین نے رسالہ کا نام "دھمال کا جواز" لکھ مارا۔ نہ صرف نام بدلا بلکہ مضامین میں اکثر مقامات پر جہاں لفظ وجد تھا وہاں بھی دھمال لکھوایا۔ حیرانی ہوئی کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا، اسے فقیر نے معمولی غلطی سمجھ کر نوٹس نہ لیا۔ لیکن فقیر کے ایک شاگرد "مولانا قاری محمد ممتاز احمد صاحب مقیم انگلینڈ "پاکستان تشریف لائے تو فقیر کو بھی ملنے آئے باتوں باتوں میں فقیر کے رسالہ "دھمال کا جواز" کا ذکر بھی کر دیا اور فرمایا کہ انگلینڈ میں اس کے جواز

کے خلاف طوفان بپا ہے۔لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔فقیر نے کہا کہ میں خود دھمال کے خلاف ہوں۔کیونکہ دھمال تو بطور تماشہ ہوتا ہے جو بسا اوقات ڈانس کا رنگ اختیار کر جاتا ہے جو کہ ایک حرام فعل ہے۔فقیر اس سے پناہ مانگتا ہے۔جس نے میرے رسالہ میں ایسی حرکت کی ہے۔اسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور مجھے معاف فرمائے۔غلط فہمی کے ازالہ کے لئے یہ چند سطور عرض کئے ہیں۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنِّی بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔پاکستان ۷ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

بروز پیر مبارک بعد صلوٰۃ الظہر

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّے عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَحْدَهٗ! وَالصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَوْلِیَائِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ وَاَحْبَابِهٖ.

امابعد!...... صوفیاء کرام کا ہر قول وفعل روحانیت کے لئے اکسیر کا کام کرتا تھا اور کرتا ہے لیکن جب سے ابن تیمیہ نے ان سے بدظنی پھیلانی شروع کی اور مصنوعی صوفیوں اور جاہل پیروں نے جلتی پر مٹی کا تیل چھڑکا تو اب انکے ہر صحیح عمل وفعل اور قول سے نہ صرف انحراف بلکہ جی بھر کر انہیں گمراہ کہا جاتا ہے۔

صوفیاء کرام میں عرصہ سے وجد جاری ہے جو اُنکے سوز وگداز پر شاہد عدل ہے۔ اسے یار لوگوں نے ناچ اور دیگر گندے فواحش سے تعبیر کیا۔ فقیر کے قلم کو چین نہ آیا۔ چند سطور وجد کے ثبوت میں پیش کردیں، تاکہ انکے معمولات کو غلط تعبیرات سے ان سے سوءظنی نہ پھیلا سکیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو کہ سچا صوفی اور حق کا ولی کون ہے اور جھوٹا، فریبی، مکری پیر کون؟

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ الرَّءُ وْفِ الرَّحِیْمِ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان ...... ۱۳ ذیقعد ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۹ جون ۱۹۸۸ء بروز بدھ

مقدمہ

ہر فن کی اپنی اصطلاح ہے اسے دوسری اصطلاح میں استعمال کیا جائے تو مطلب بگڑ جاتا ہے اسی لئے ضروری ہے کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی اصطلاح ذہن نشین کرلیں۔

﴿۱﴾......وجد ﴿۲﴾......وجود ﴿۳﴾......تواجد

یہ الفاظ متبرکہ اصطلاحِ صوفیاءِ کرام قدست اسرارھم کے ہیں۔ اپنی مجالس ذوقیہ و تقاریر نوریہ میں اپنے متعلقین کے ساتھ وہ محاورات گفتگو میں استعمال فرماتے تھے۔ نیز اپنی تصانیف رسائل وکتب تصوف میں ان الفاظ کی تحقیق و معانی انیقہ کی تشریح بھی اپنے ہم زمان اہلِ عرفان کو سمجھاتے رہے جب تک لوگ اولیاء اللہ تعالیٰ سے وابستہ رہے ان کی اصطلاحات میں کسی قسم کا انکار یا شک وشبہ نہ تھا لیکن ایک عرصہ سے اعدائے صوفیاء کی تحریک نے شبہات کھڑے کردیئے۔

یاد رہے کہ حضرات صوفیاء متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا لیکن تلاش حق کی محبت مفقود ہونے کی وجہ سے خود اہل حق بھی مفقود ہیں۔ یعنی وہ وادی گمنامی میں چھپے بیٹھے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دنیا میں نہیں۔ اگر وہ دنیا میں نہ رہے تو کتب تصوف، متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ مثلاً تالیفاتِ شیخ اکبر، عارف ربانی ابن عربی قدسِ سرہٗ وعارف ابن الفارض قدس سرہٗ وغیرہما حضرات صوفیاء کرام کے مطالعہ کی جرات اور نہ ہی کوئی ضرورت۔ اور نہ وہ کتابیں نصاب تعلیم میں داخل، نوزائیدہ مذاہب نے صوفیاء دشمنی میں کسر نہ چھوڑی ادھر ہماری کوتاہی کہ ہم نے اپنے اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے تعارف میں کوئی کام نہ کیا جسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ نوزائیدہ مذاہب نے کچھ ایسے تاثرات پیدا کردیئے ہیں کہ جو مولوی و مسٹر علوم اسلامیہ میں قدم رکھتا ہے فارغ التحصیل ہونے سے پہلے گستاخی اور بے ادبی اور تشدد وسوء الخلقی میں بغیر

امتحان دینے دلانے کے نمبر اول حاصل کر لیتا ہے۔ عارف رومی فرماتے ہیں:

از خدا خواہیم توفیقِ ادب...... بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

بے ادب خود را نہ تنہا کرد بد...... بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

اللہ تعالیٰ سے ہم ادب کی توفیق کا سوال کرتے ہیں اس لئے کہ بے ادب لطفِ رب سے محروم ہے۔

بے ادب نہ صرف اپنے لئے برائی پھیلا رہا ہے بلکہ اس نے زمانہ بھر کو آگ میں جھونک دیا۔

اسی لئے اب سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہم صوفیاء کرام کی اصطلاحات کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کریں تا کہ کسی بے ادب و گستاخ کو صوفیاء کرام پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو فقیر اپنی استعداد پر صرف اسی اصطلاحِ وجد و تواجد کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہے۔

وجد:

اصطلاح صوفیاء میں وہ احوال صادقہ جو قلب پر اس وقت وارد ہوں جب کہ قلب شہود میں فانی ہو۔

تواجد:

تکلف کر کے اپنے اُوپر وجد لانا اس ارادہ پر کہ وجد کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

حکمِ شرعی:

بے ساختہ و بلا ارادہ وجد کا صدور ہو تو جائز ہے۔ ہاں اس میں دکھاوا یعنی ریا و سمعہ (شہرت) سے ہو تو حرام ہے۔ یہی حکم تواجد کا ہے۔

دھمال:

ناچنا خود ہی برا عمل ہے لیکن بیخودی و بیہوشی اور غیر ارادی طور پر ہو تو جائز ہے اب ان میں سے ہر ایک کی تفصیل آتی ہے۔

رقص اور وجد کی ابتداء:

یہ سلسلہ سامری (گمراہ) سے جاری ہوا تفسیر روح البیان میں ہے کہ، سامری نے زیورات کو آگ میں پگھلا کر بچھڑا تیار کر لیا اسلئے کہ وہ زرگر تھا۔ پھر اس بچھڑے کے منہ میں مٹی کی چٹکی ڈالی۔ جو کہ اُس نے جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کے نیچے سے اٹھائی تھی اور وہ گھوڑی حیات تھی کہ جہاں اُس کا پاؤں لگتا وہ جگہ سرسبز ہو جاتی سامری نے یہ مٹی یا تو دریا کو عبور کرنے سے پہلے یا موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جاتے وقت اٹھائی ہوگی۔ جب اس سونے کے بناوٹی بچھڑے میں سامری نے مٹی ڈالی تو وہ ذی لحم اور ذی دم ہو گیا۔ اور وہ گائے کی سی آواز کر کے بچھڑے کی کی طرح بھاگنے کودنے لگا۔ سامری نے کہا اے بنی اسرائیلیو! یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے۔

اُس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ بارہ ہزار افراد کے سوا باقی سب بچھڑا پرستی میں مبتلا ہو گئے۔

وجد:...... بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سامری نے بچھڑے کو کھوکھلا کر کے تیار کیا اس میں مخصوص طریقے کی ڈاڑھیں رکھیں پھر اُسے ہوادار جگہ پر رکھ دیا۔ جب ہوا اُس کے اندر جاتی تو اس سے گائے سی ایک مخصوص آواز نکلتی جس سے بنی اسرائیل کو وہم گزرا کہ یہ زندہ ہے بنی اسرائیل بچھڑے کی یہ پر کیف حالت دیکھ کر اس کے گرد جمع ہو کر رقص کرتے۔

غلط کار صوفی:

حضرت امام قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ اُن سے سوال ہوا کہ ایک ایسی

قوم جو کسی مکان میں بیٹھ کر قرآنِ پاک پڑھتی ہو۔ پھر وہ اپنے اس اجتماع میں اشعار گائیں اور اُن سے رقص کر کے سرور و مستی کا اظہار کریں اور ساتھ طبل بجائیں کیا ایسے لوگوں کی محفل میں جانا جائز ہے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا ایسے غلط کار صوفیوں کا مذکورہ بالا طریقہ نہ صرف جہالت بلکہ باطل محض اور سراسر گمراہی ہے۔ اسلام صرف کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ کا نام ہے۔ رقص اور وجدِ مذکور کا طریقہ سامری کے یاروں کا ایجاد کردہ ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا کہ بچھڑے کی آواز سُن کر بنی اسرائیل جھومنے لگے اور رقص اور وجد کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا وجد و دھمال کا طریقہ کافروں اور بچھڑے کے پجاریوں کا ہے۔ اسلام وقار اور سکون سکھاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب حضور علیہ السلام کے سامنے بیٹھے ہوتے ایسے محسوس ہوتا کہ اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

بادشاہوں اور سلطنت کے ذی اثر افسروں پر لازم ہے کہ ایسے غلط کار نام نہاد صوفیوں کو مسجدوں میں نہ آنے دیں اور نہ مسلمانوں کی دوسری تقاریب میں تاکہ عوام میں اُن کا بُرا اثر نہ پھیلے اور نہ کسی مسلمان کیلئے جائز ہے کہ اُن کی مجلسوں میں جائے اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی مدد کرے۔ یہی امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر ائمہ کا مذہب ہے۔

(حیاۃ الحیوان)

مسئلہ:...... سماع (مزامیر وغیرہ) پر رقص ناجائز ہے۔

(نصاب الاحتساب)

مسئلہ:...... سماع پر رقص وغیرہ گناہ کبیرہ ہے۔ (ذخیرہ)

صوفیاء کرام کا وجد اور رقص:

مشائخ صوفیاء کرام یعنی اولیاء عظام کے ہاں وہ وجد اور رقص مباح ہے جس میں وجد کرنے والا اتنا مدہوش ہو کہ اسے اپنی بھی خبر نہ ہو اور اس کی ہر حرکت رعشہ کے بیمار جیسی ہو اسی طرح سماع (بلا مزامیر) بھی وہی جائز ہے جو قرآنی آداب اور وعظ ونصیحت کے طور پر ہو۔ اگر عام قوالی کی طرح ہو تو وہ حرام ہے اسلئے کہ مروجہ قوالی (سماع) حرام ہے۔ بایں معنی کہ اسمیں شرائط صوفیانہ مفقود ہیں۔

جائز سماع کے شرائط:

مشائخ صوفیاء کرام کے نزدیک سماع اس شخص کیلئے مباح ہے جو خواہشاتِ نفسانیہ سے آزاد اور تقویٰ وطہارت کی تصویر ہو اور اسے سماع کی ایسی ضرورت محسوس ہو جیسے بیمار کو ضرورت ہوتی ہے اسلئے سماع کے متعلق مشائخ نے چند شرائط قائم فرمائی ہیں:

﴿۱﴾...... مجلس سماع میں کوئی بے ریش نہ ہو۔

﴿۲﴾...... اس میں سب کے سب اہل ہوں، جنہیں سماع کے آداب سے واقفیت اور شرع مطہرہ کے عاشق ہوں۔ خلاصہ یہ کہا کہ ان میں کوئی فاسق و فاجر نہ ہو اور نہ ان میں کوئی اہل دنیا ہو اور نہ کوئی عورت۔

﴿۳﴾...... قوال کی نیت میں بھی اخلاص ہو وہ اُجرت کے طور یا اور کسی لالچ پر قوالی نہ کرے۔

﴿۴﴾...... طعام یا فتوحات کی لالچ میں ان (صوفیوں) کا اجتماع نہ ہو۔

﴿۵﴾...... وجد ورقص کی اجازت صرف صاحب حال کو اور وارفتگی میں، تصنع کے مرتکب کو کسی قسم کی اجازت نہ ہو۔

﴿۶﴾...... وجد کرنے کیلئے صرف صاحبِ وجد کھڑا ہو باقی خواہ مخواہ نہ اٹھیں۔
حضرت شیخ عمر بن الفارض رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ موسوم بہ نظم ''الدُرّ'' میں فرمایا۔

اذھام شوقا بالمناعی وھم ان...... یطیر الیٰ اوطانہ الاولیۃ
اسکن بالتحریک وھو بمھدہ...... اذا نالہ ایدی المربی بہزۃ

ترجمہ مع شرح از امام قاشانی:

جب ولی کامل حیران و مضطرب ہو کر، مرکزِ اصلی اور وطنِ اُولیٰ کی طرف سرور کے نغموں کی وجہ سے اُچھلتا ہے یا اس کی روح کا پرندہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے اصلی اور ازلی گھونسلے کو جائے تو اُسے اس کا مربی و مرشد تھپکیوں سے مہد میں سلا دیتا ہے۔ اس وجہ سے پھر وہ اضطراب اور اُچھلنے کودنے سے سکون اختیار کر لیتا ہے اس سے شیخ کا مقصد صرف سماع کے فوائد کا اظہار ہے اور بتاتا ہے کہ کاملین کا رقص اور وجد اور اُنکا اُچھلنا کودنا خالی از اسرار نہیں وہ یہی ہے کہ کامل کی رُوح سماع کے وقت وطنِ اصلی کی طرف جانا چاہتی ہے۔ بلکہ بدن سے نکل کر اس عالم دنیا کا نظام اسے تھپکیاں دے کر ساکن کر دیتا ہے کہ ابھی تمہارے جانے کو دیر ہے۔ وہ اس لئے کہ قادر مطلق نے اسکا میعار مقرر کیا ہے اس سے پہلے جانے کی اجازت نہیں اور یہ عزیز حلیم کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

مکن عیب درویشِ مدہوش و مست...... کہ غرقست ازاں می زند پا و دست
نگویم سماع اے برادر کہ چیست...... مگر مستمع را بدانم کہ کیست!
گر از برج معنے پر د طیر او...... فرشتہ فرو ماند از سیر اُو
اگر مرد بازی ولہواست ولاغ...... قوی تر شود دیوش اندر دماغ

چہ مرد سماعست شہوت پرست...... بآواز خوش خفتہ خیز د نہ مست

فائدہ:...... حضرت سعدیؒ نے فرمایا کہ چونکہ سماع حرکت کا سبب بنتا ہے اسلئے حرکت کو سماع کہا جائے گا۔ گویا سبب بول کر مسبب مراد لیا جاتا ہے۔

فائدہ:...... جب کسی کی خوش آواز سے حالت غیر ہو جائے تو اس حالت غیر کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں وجد کہا جاتا ہے۔ مثنوی شریف میں ہے۔

پس غذائے عاشقاں آمد سماع...... کہ درد باشد خیال اجتماع

قوتے گیرد خیالات ضمیر ...... بلکہ صورت گردد از بانگ صفیر

سچے صوفیوں کی اقسام:

یاد رہے کہ وجد بھی متلون اور مبتدی کو ہوتا ہے اور منکر (یعنی منتہی وجد سے کوسوں دُور ہوتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے اپنی آخری عمر میں سماع سے توبہ فرمائی تھی۔

صوفیوں کی تین اقسام ہیں:

﴿۱﴾...... متواجد ﴿۲﴾...... اہلِ وجد ﴿۳﴾...... اہل وجود

پہلا وہ مُبتدی صوفی ہے جسے ضعیف انجذاب ہوتا ہے دوسرا متوسط ہے جسے قوی انجذاب ہوتا ہے۔ تیسرے ایسے ہی انجذاب قوی ہوتا ہے۔ لیکن وہ ظاہری طور اُچھلتا کودتا نہیں بلکہ معنوی طور اندرون خانہ پگھلتا ہے جو صرف اسے معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی کیفیت یہ کہ۔

کراماً کاتبین راہم خبر نیست

سبق:

عشق اور وجد اور رقص سماع کے وقت وجد و رقص کی حرکت میں صداقت ضروری ہے

(ورنہ صداقت نہیں)

خلاصہ کلام:

علماء کرام میں سماع کے متعلق اختلاف ہے بعض جواز کے قائل ہیں بعض انکار کرتے ہیں اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ چونکہ سالکین راہ حق مختلف طبائع رکھتے ہیں بنابریں یہ اسے ہوتا ہے جو پابند ہو اور اس میں سماع کی اہلیت ولیاقت بھی ہو تو اس کیلئے سماع وجد ورقص وغیرہ جائز ہے ورنہ ناجائز۔

فائدہ:...... حضرت الشیخ افتادہ آفندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور شیخ الحاج بسیرم ولی قدس سرہ کے سلسلہ میں وجد ودھمال وغیرہ کا کوئی جواز نہیں اسلئے کہ یہ اُمور ان مبتدیوں کیلئے متعین کیے گئے جنہیں وساوس وخواطر شیطانی ونفسانی حائل ہوں اور ہمارے ہاں انکا بہتر علاج موجود ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے بھی توحید کی تلقین پر زور دیا ہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسمی عبدالمومن نے افلاک کی بازگشت کی آواز سُنی تو اس سے اس نے فنِ موسیقی تیار کرلیا۔ یہی وجہ ہے کہ موسیقی کے اُصول بروج کے مطابق بارہ ہیں۔ لیکن اُن کی صدا ایک طرز پر ہے مگر حضرت انسان اس سے بھی مزید قابلیت رکھتا ہے۔

(کذافی الواقعات المحمودیہ)

فائدہ:...... اس سے ثابت ہوا کہ "جلوتیہ (بفتح الجیم) طریقہ میں نہ سرور ہے نہ وجد اور نہ رقص۔ اس میں توحید کا راز کافی ہے۔ اور پھر ذکر وفکر کہ اُٹھتے بیٹھتے اس پر مداومت کی جاتی ہے۔ جو چند شرائط وآداب پر مشتمل ہے

فائدہ:...... البتہ سماع وجد ورقص (خلوتیہ بفتح الخاء) کے طریقہ میں

شامل ہے کہ وہ اس پر اپنے اکابر و اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ سے موروثی طور عامل ہیں۔ لیکن اُن کے نزدیک بھی اگر شرائط و آداب کی پابندی کے ساتھ ہو تو ممدوح و مقبول ہے ورنہ مذموم و مردُود۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے زمانہ کے بعض لوگوں کو سماع کا خوگر پاتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ شرائط و آداب بجالانا تو بڑی بات ہے الٹا سماع کی اصلی غرض کے بھی خلاف چلتے ہیں۔

سبق:

دانا پر لازم ہے کہ وہ طریقہ اختیار کرے جس میں اس کی سلامتی اور فلاح ہو۔ خواہ مخواہ آوارہ گفتگو اور بیکار قیل وقال سے احتراز کرے اور نہ ہی بلاوجہ کسی سماع کے عاشق و عامل پر اعتراض کرے اسلئے کہ ''لکل زمان رجال ولکل رجال مقام وحال'' ہر زمانہ میں مردانِ خدا ضرور ہوتے ہیں اور ہر مردمولیٰ کا اپنا مقام اور انوکھا حال ہوتا ہے۔ ہمیں اُن پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت برباد نہ کرنی چاہیئے۔

سچے، جھوٹے صوفی کی پہچان:

حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص تصوف کا شمع بھرتا ہو اور پھر ظالم اور فاسق فاجر لوگوں کے مال سے پیٹ کا تنور بھرتا ہو تو سمجھ لو کہ وہ کذاب اور یہودیت کا کھلونا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ

﴿ترجمہ﴾...... جھوٹ سُننے کے عادی اور حرام کھانے کے خوگر ہیں۔

(سورۃ المائدہ۔ رکوع نمبر 10۔ پارہ نمبر 6، آیت نمبر 42)

سبق:...... حضرت الشیخ الحاتمی نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں نہ سماع جائز ہے اور نہ ہی

ایسے شیخ کو مقتدا بنایا جائے جو سماع کا قائل ہے اسلئے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مجالسِ سماع میں حسین وجمیل بے ریش لڑکے اور عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ اور سب کو معلوم ہے کہ یہ سب راہِ سلوک کے لئے ایک بڑی آفت ہیں۔ بلکہ ان کی صحبت اور اُن کے ساتھ میل جول سالک کے لئے زہرِ قاتل ہے بلکہ یہی بیماری جو سالک کو آناً فاناً تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اسلئے کہ یہ گمراہ کرنے کیلئے شیطان کا بہترین آلہ ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شیطان کے مکر اور تباہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہی طریق وصال کا ہادی اور اپنی ذات وصفات سے پردے ہٹانے والا ہے وہی سب کا مالک اور ہر طریق کا رفیق ہے۔

(روح البیان)

اصطلاحی وجد، تواجد اور رقص

وجد:

وجد کے بارے میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ یہ کیفیت سماع (اصطلاحی) یعنی حقیقتِ حال تک پہونچانے والی بات کو سمجھنے اور اسے قلب پر ڈھالنے کے بعد ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے مختصر سی بحث کے بعد فرمایا کہ سماع (اصطلاحی) یا مذکورہ بالا طریق سے کوئی بات سنے تو سننے والا اپنے اندر ایک نئی حالت پائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

﴿۱﴾...... اسکا انجام مکاشفات ومشاہدات ہو

﴿۲﴾...... تغیرات احوال۔ یہ ذوق اور خوف وحزن قلق وسرور اور افسوس وندامت اور بسط وقبض کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دراصل یہ وجد، قلب کی صفائی پر سماع یعنی مبنی بر حقیقت بات سننے کے وقت

ہاتف کی آواز سنائی دیتی ہے تو وجد کی کیفیت ہو جاتی ہے وجد کی کیفیت کبھی بیان کی جا سکتی ہے اور کبھی نہیں کی جا سکتی۔

تواجد:...... یہ بھی وجد ہی ہے صرف فرق یہ ہے کہ وجد خود بخود ہوتا ہے تواجد بتکلف وہ کیفیت پیدا کرنی پڑتی ہے۔

(احیاء العلوم)

اسکی دو اقسام ہیں:

﴿۱﴾...... ریاء کے طور کیا جائے یہ مذموم قسم ہے اسکی مذمت اس طرح ہے جو ریا وسمعہ کی ہے۔

﴿۲﴾...... اہل وجد کی کیفیت کی تحصیل کی مشق کا ارادہ ہو کہ اس طرح سے اسے اصلی وجد کی کیفیت نصیب ہو جائیگی۔ یہ اگر چہ جائز ہے لیکن محققین صوفیاء کرام نے اسکی اجازت نہیں دی بلکہ اسکے جواز وعدم جواز میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ رسالہ قشیریہ مصنفہ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازان القشیری صفحہ ۲۶ میں ہے کہ

وَمِنْ ذَالِکَ التَّوَاجُدُ وَالْوَجْدُ وَالْوُجُوْدُ فَالتَّوَاجُدُ اِسْتِدْعَاءُ الْوَجْدِ بِضَرْبِ اِخْتِيَارٍ وَلَيْسَ لِصَاحِبِهٖ كَمَالُ الْوَجْدِ اِذْلَوْ كَانَ لَكَانَ وَاجِدًا وَبَابُ التَّفَاعُلِ اَكْثَرُهٗ عَلٰى اِظْهَارِ الصِّفَةِ وَلَيْسَتْ كَذَالِکَ. كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ اِذَا تَحَازَرْتُ وَمَابِىْ مِنْ حَزَرٍ ثُمَّ كَسَرْتُ الْعَيْنَ مِنْ غَيْرِ عَوَرٍ. قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ قَوْلُهٗ تَحَازَرْتُ الخ قَالَ فِى الصُّرَاحِ يُقَالُ اِذَا تَحَازَرَ الرَّجُلُ اِذَا ضِيْقَ جَفْنُهٗ لِحَذْوِ النَّظْرِ كَقَوْلِهٖ تَعَامٰى وَتَجَاهَلَ.

انہی (الفاظ اصطلاحیہ صوفیاء کرام) میں سے، وجد و تواجد اور وجود ہیں۔ پس تواجد اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے اختیار وارادہ سے اظہارِ وجد کرے۔ اور حقیقت میں اسکو حالتِ وجد نصیب نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس کو وجد نصیب ہوتا تو وہ خود واجد ہوتا۔ (

کسی تکلف کی ضرورت نہ تھی)۔ عبدِ ضعیف کہتا ہے کہ " قَوْلُهُ تَحَازَرْتُ " الخ از باب تفاعل ہے ایسے ہی تَوَاجُدْ بھی از تفاعل ہے اور بابِ تفاعل اکثر ایسی صفت کو ظاہر کرنے (جو اس میں نہ ہو) کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ شاعر فرماتے ہیں، "میں نے تنگی چشم کو قصداً اظاہر کیا حالانکہ مجھ میں تنگی چشم نہ تھی، پھر میں نے آنکھ توڑ کر دیکھا بغیر اس کے کہ مجھ میں ایک چشمی آنکھ ہوتی۔ غرضیکہ خلافِ واقعہ قصداً تکلف سے سب کچھ کرتا رہا۔ یعنی محاورہ (تَحَازَرَ الرَّجُلُ) اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص پلکِ چشم تنگ کر کے تیزی نظر چاہتا ہے، جیسا کہ بینا کو نابینا ظاہر کرنا اور عالم اپنے آپ کو بطورِ تجاہلِ عارفانہ جاہل کہا کرتا ہے یعنی اپنے آپ کو جاہل ظاہر کرنا۔

غرضیکہ تواجد میں تکلف سے وجد کرنا داخل ہوتا ہے اور حقیقت میں اس طرح تواجد کرنے والے کو حقیقتِ وجد نصیب نہیں ہوتی۔

بہرحال صحیح وجد میں تو کسی کو اختلاف نہیں البتہ تواجد میں ہے۔

تواجد کے جواز و عدمِ جواز کی بحث اور فیصلہ

﴿۱﴾...... ابن ماجہ اور حاشیہ ابن ماجہ میں ہے:

(۱)...... فَقَوْمٌ قَالُوْا اَلتَّوَاجُدُ غَيْرُ مُسَلَّمٍ لِصَاحِبِهٖ لِمَا يَتَضَمَّنُ مِنَ التَّكَلُّفِ وَيَبْعُدُ عَنِ التَّحْقِيْقِ

(۲)...... وَقَوْمٌ قَالُوْا اَنَّهٗ مُسَلَّمٌ لِلْفُقَرَاءِ الْمُجَرَّدِيْنَ الَّذِيْنَ قَصَدُوا الْوِجْدَانَ وَاَصْلُهُمْ خَبَرُ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم " ابكوا فان لم تبكو افتباكو " (الحدیث)

(ابن ماجہ باب البکاء صفحہ ۳۱۹ جلد ثانی مطبع مجتبائی)

﴿ترجمہ﴾......(۱)...... بعض صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تواجد یعنی تکلف سے وجد کرنا

غیر مسلّم ونامناسب ہے کیونکہ تواجد میں تکلف ہےاور تحقیق سے سے بعید ہے

(۲)...... بعض علماء وصوفیاء کرام تواجد کو مُسلّم اور جائز سمجھتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جن کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم تکلف سے تواجد کرتے کرتے وجد کے عادی ہوجائیں گے اوراس تکلف سے ان کی غرض صحیح اور شرعی اصول کے ماتحت انتظارِ وجد ہےاور استدلال ان کا اس حدیث شریف سے ہے جس میں یہ الفاظ (ابکو افان لم تبکو افتباکوا) موجود ہیں۔

(حاشیہ ابن ماجہ)

قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ قَوْلُهُ وَاَصْلُهُمْ خَبَرُ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وسلم يَعْنِى مَارَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِى وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم "ابكو افان لم تبكوا فتباكوا"

وقوله ان لم تبكو افتباكوا (الحديث) اَىْ تَكَلَّفُوْ الْبُكَاءَ لِتَذَكُّرِ الْاٰخِرَةِ فَاِنَّهُ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

(انجاح الحاجہ فی شرح ابن ماجہ)

عبدِ ضعیف کی عرض ہے کہ یہ وہ حدیث شریف ہے جس کو سنن ابن ماجہ شریف جلد ثانی بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے روایت فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ رویا کرو، اگر تم رو نہیں سکتے تو تکلف سے رونے کی شکل بنا کر رویا کرو۔ اور اسی معنی کو انجاح الحاجۃ فی شرح ابن ماجہ میں تصریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس قوم کی نقل اتارے گا اسی قوم میں واصل ہوکر روزِ قیامت میں اٹھے گا۔

﴿۲﴾...... امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ مصریہ صفحہ ۳۷ پر ارشاد فرماتے ہیں:

وَالْكِتَابَةُ الْمَعْرُوْفَةُ لِاَبِى مُحَمَّدِ نِ الْجَرِيْرِى رحمة الله تعالىٰ عليه اَنَّهُ

قَالَ کُنْتُ عِنْدَ الْجُنَیْدِ وَھُنَاکَ اِبْنُ مَسْرُوْقٍ وَغَیْرُہٗ وَشَرَعَ قَوَّالٌ فَقَامَ اِبْنُ مَسْرُوْقٍ وَغَیْرُہٗ وَالْجُنَیْدُ سَاکِنٌ فَقُلْتُ یَاسَیِّدِی مَالَکَ فِی السَّمَاعِ شَیْءٌ؟ فَقَالَ الْجُنَیْدُ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ. ثُمَّ قَالَ وَاَنْتَ یَااَبَامُحَمَّدٍ مَالَکَ فِی السَّمَاعِ شَیْءٌ فَقُلْتُ یَاسَیِّدِی اَنَا اِذَا حَضَرْتُ مَوْضِعًا فِیْہِ سِمَاعٌ وَھُنَاکَ مُحْتَشَمٌ اَمْسَکْتُ عَلٰی نَفْسِی وَجْدِی فَاِذَاخَلَوْتُ اَرْسَلْتُ وَجْدِی فَتَوَاجَدْتُ.

﴿ترجمہ﴾......یعنی امام قشیری رسالہ قشیریہ مصریہ صفحہ ۳۷ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک حکایت ابو محمد جریری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں تھا اور وہاں حضرت مسروق رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ مشائخ عظام بھی موجود تھے اتنے میں ایک قوال نے قوالی شروع کر دی۔ حضرت مسروق وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ وجد میں آ گئے۔ اور حضرت جنید رحتہ اللہ علیہ با سکون بیٹھے رہے میں نے عرض کی اے میرے مولیٰ آپ کو سماع سے کوئی دلچسپی نہیں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں یہ آیتِ کریمہ پڑھی:

﴿ترجمہ﴾......یعنی دیکھے گا تو پہاڑوں کو، گمان کرتا ہے تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چلے جاتے ہیں مانند گزرتے بادلوں کے۔

فقیر کہتا ہے کہ جب اجسامِ عظام ایک سمت کو چلتے ہیں۔ سطحی نظر سے جمے ہوئے نظر آتے ہیں حالانکہ وہ متحرک ہوا کرتے ہیں یعنی میں اگر چہ بظاہر جما ہوا ہوں لیکن اندرونی طور پر ان سے بھی زیادہ وجد میں تھا۔ پھر ابو محمد جریری پر شیخ جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوال کیا کہ یا ابا محمد تم کو سماع کے ساتھ کوئی دل چسپی نہیں؟ کہ چپ چاپ بیٹھے رہے اور وجد نہ کیا پھر میں نے عرض کی کہ میرے مولا! جب میں کہیں مجلس سماع میں چلا جاتا ہوں اور وہاں مقامِ احترام واحتشامِ بزرگانِ عظام ہوتا ہے تو اپنے

وجد کو روک لیتا ہوں۔ہاں جب وہاں سے واپس آتا ہوں تو مقامِ خلوت میں اپنے وجد کو رخصتِ عام دے دیتا ہوں اور تواجد کرنے لگ جاتا ہوں یعنی تکلف سے وجد کرنے لگ جاتا ہوں۔

فاطلق فی هذه الحکایة التواجد ولم ینکر علیه الجنید سمعت الاستاذاباعلی الدقاق رحمته الله علیه یقول لماراعی ادب الاکابر فی حال السماع حفظ الله علیه وقته لبرکات الادب حتی یقول امسکت علی نفسی وجدی فاذا خلوت ارسلت وجدی فتواجدت لانه لا یمکن ارسال الوجد اذا شئت بعد ذهاب الوقت و غباته ولکنه لما کان مادقافی فراعاةحرمة الشیوخ حفظ الله تعالیٰ علیه وقته حتی ارسل وجده عند الخلوة.

فائدہ:...... اس حکایت میں وجد پر تواجد کے لفظ کا اطلاق فرمار ہے ہیں۔اس پر شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے مجتہد ہیں انکار نہیں فرماتے۔معلوم ہوا تواجد جائز و مسلم ہے ورنہ انکار فرماتے، شیخ الشیوخ حضرت جنید بغدادی سید الطائفہ کا مقام باادب الشریعۃ ہونا مسلماتِ ضروریہ میں سے ہے۔

﴿۳﴾......حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ اس حکایت مشہورہ پر بطور شرح ارشاد فرماتے ہیں کہ چونکہ ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ عظام کا ادب ملحوظ فرمایا اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کے وقت وجد وغلبۂ عشق کو محفوظ کر رکھا۔حسبِ ضرورت بوقتِ خلوت جب جی چاہے گئے گذرے وقت کو بتوفیقِ تعالیٰ واپس لا کر تواجد شروع کر دیا۔یہی تھی مراعاتِ حرمت، مشائخ عظام کی برکت۔

(۴)...... وجد کے متعلق امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ صفحہ ۳۷ میں ارشاد فرماتے ہیں:

والوجد مایصادف قلبک ویرد علیک بلا تعمد و تکلف ولھذا قال المشائخ الوجد المصادفة.

یعنی وجدان و کیفیات قلبیہ کا نام ہے جو بلا اختیار و بلا تکلف قلبِ سالک پر من جانب اللہ وارد ہوتی ہیں۔ اس لئے مشائخ عظام نے فرمایا کہ وجد ایک بے کیف حالت کے پا لینے کو کہتے ہیں۔

والمواجید ثمرات الاورادفکل من ازدادت وظائفه ازدادت من الله تعالیٰ لطائفه.

امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام کا قول ہے کہ وجد نتیجہ ہے ورد کا۔ یعنی جس کے معمولات و اوراد و وظائف زیادہ ہوں گے اللہ تعالیٰ کی درگاہ عالی سے ان کے قلب پر لطائف قلبیہ اور مواجید کا نزول زائد ہوگا۔

﴿۵﴾...... امام ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سمعت الا ستاذاباعلی الدقاق رحمته الله علیه یقول الواردات من حیث الاوراد فمن لاورد له بظاهرة لاوارد له فی سرائره.

صاحب رسالہ قشیریہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے واردات قلبیہ و کیفیاتِ وہبیہ لدنیہ بحسب الاوراد ہوا کرتی ہیں پس جس طالبِ حق کو ظاہری ورد وظائف نصیب نہیں ان کو باطنی افاضات میں سے کوئی واردات قلبیہ نہیں ملتے۔

الوجود:

اصطلاحاتِ صوفیاء میں ایک لفظ وجد کے قریب قریب الوجود بھی ہے اسکے متعلق رسالہ قشیریہ میں ہے۔

(۱)...... واما الوجود فھو بعد الا رتقاء عن الوجدولایکون وجودالحق

الابعد خمود البشرية لانه لايكون للبشرية بقاء عند ظهور سلطان الحقيقة وهذا معنى قول ابى الحسين النورى انا منذ عشرين سنة بين الوجد والفقد اى اذا وجدت ربى فقدت قلبى واذا وجدت قلبى فقدت ربى وهذا معنى قول الجنيد علم التوحيد مباين لوجوده ووجوده مباين تعلمه فالتواجد بداية والوجود نهاية والوجد واسطة بين البداية والنهاية.

یعنی صاحب قشیریہ فرماتے ہیں کہ وجود بعد طے کرنے منازل ومقامات وجد کے پایا جاتا ہے۔ مقام وجود کی دارومدار بجھنے اور مرجھانے بشریت پر ہے کیونکہ بوقت غلبۂ حقیقت وجود حق سبحانہٗ بشریت کا نام ونشان نہیں رہتا۔ یہی معنی قول ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرماتے ہیں کہ میں عرصہ بیس سال سے وجد اور فقد کے درمیان میں ہوں (وجد کسی چیز کے پالینے کو کہتے ہیں اور فقد کسی چیز کے نہ پانے اور گم کرنے کو کہتے ہیں) جب میں خدا تعالیٰ کو پاتا ہوں اپنے دل کو گم کرتا ہوں اور جب دل کو پاتا ہوں خدا تعالیٰ کو گم کرتا ہوں۔ یعنی جس وقت غلبۂ حقیقت وجود مطلق حق سبحانہٗ تعالیٰ میں مستغرق ہوتا ہوں تو خود کو بھول جاتا ہوں۔ جس وقت اپنے آپ کو خیال میں لاتا ہوں خدا تعالیٰ کی ہستی کے کیف سے بے خبر ہوتا ہوں۔

﴿۲﴾...... سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لفظ الوجود بقاعدہ علم توحید حق سبحانہٗ تعالیٰ وجود حق تعالیٰ کے مخالف ہوتا ہے اور وجود حق سبحانہٗ تعالیٰ اس اصطلاحی علم توحید کے خلاف ہوتا ہے بہر حال تواجد ابتدائی مقام کا نام ہے اور الوجود نہایت مقام کو کہتے ہیں اور وجد واسطہ درمیان تواجد ووجود کو کہتے ہیں۔

﴿۳﴾...... علامہ شیخ الاسلام ابویحییٰ زکریا انصاری شافعی رسالہ قشیریہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان العبد مادام مدر کالنفسه متمتعابو جده فبشرية حاصلة ولما اشتغلَ بالحق كمال الشغل حتى ينسى كونه مشتغلاً به صار الغالب عليه اذذاک الحق خاصة وعبرواعن هذه الحالة بالوجود.

معنی وجود پر تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ اپنے آپ کی خبر اور اپنے وجد سے آگاہی رکھتا ہے اتنے تک اس میں بشریت باقی رہتی ہے اور جب رب العالمین سے شاغل ہوتا ہے کمال شغل کا حتی کہ اپنے ہونے کی خبر سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے اس وقت اس پر وجود مطلق حق سبحانہ وتعالیٰ کا غلبہ ہوتا ہے غلبہ حق ہی حق ہوتا ہے اسی حالت کو اصطلاح مشائخ عظام میں وجود کہتے ہیں۔

﴿۴﴾...... یہی علامہ شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری شافعی شرح رسالہ قشیریہ صفحہ ۳۷ قول جنید بغدادی پر بطور شرح ارشاد فرماتے ہیں:

قوله ووجوده مباين لعلمه الخ يعنى ان العبديكون عالماً با لتوحيد بالاستدلال بالاثار ولايكون واجد اله لان وجوده لايبقى للعبد معه احساس بنفسه فضلاً عن علمه واستدلاله عليه.

یعنی علم توحید حق سبحانہ وتعالیٰ بندہ کیلئے بہ استدلال بالآثار ہوا کرتا ہے بالاستدلال سمجھنا اور ہے اور خدا کا پانا اور ہوتا ہے کیونکہ جس وقت بندہ رب کو پالیتا ہے۔

اس کو سلطنت وجود حق سبحانہ وتعالیٰ کے مقابلہ میں اپنے وجود تک کا علم بھی نہیں رہتا۔ اور علم بالاستدلال تو مزید چیز ہوگی۔ اسی سے قول جنید رحمتہ اللہ علیہ میں کسی قسم کا خفا نہ رہا اور نہ رہ سکتا ہے۔

انتباہ:

وجد ہو یا تواجد اسی طرح الوجود ہو یا رقص یہ صوفیاء کرام کے اصطلاحی الفاظ ہیں ان

الفاظ کا انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے ورنہ اہل علم کو معلوم ہے کہ امام قشیری نے رسالہ قشیریہ میں وجد و تواجد وجود کی اصطلاحات جن بزرگانِ دین وکاملانِ شرع سے نقل کی ہیں۔ ان کی تعداد حضرت ابو اسحاق، ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے لے کر حضرت ابو عبداللہ احمد بن عطاء روزیاری تک ۸۳ اولیاء عظام امتِ مرحومہ (علی صاحبہا افضل التحیۃ) ہوتی ہے۔ رسالہ قشیریہ کو دیکھ کر شمار کر سکتے ہیں۔ سب حضرات تیسری اور چوتھی صدی تک کے ہیں۔ فقیر نے رسالہ "میلاد کی شرعی حقیقت" میں قرآن و احادیث و اجماع امت اور قیاس سے مدلل و محقق کر کے ثابت کیا ہے کہ شرعی اصطلاحات اور فنون علمی مثلاً صرف، نحو، منطق، اصول وغیرہ ان سب کے اصطلاحی نام اور انکے قواعد و ضوابط سب کے سب بدعات ہیں خیر القرون میں یہ نام تھے نہ یہ اصطلاحات صدیوں بعد کوئی صدی اوّل میں کوئی صدی ثانی میں کوئی صدی ثالث میں یہاں تک کہ آج تک بعض فنون کے اصطلاحی نام بنائے جارہے ہیں آپ سن کر حیران ہونگے کہ قرآن پاک کے تیس پاروں کی تقسیم اور انکے اسماء کی اصطلاح نویں صدی کے بعد ہے اور نا معلوم ان دونوں ایجادوں کا موجد کون ہے؟ یونہی ہر تلاوت میں "صدق اللہ العلی العظیم" پڑھنا بدعت ہے جسکی نہ ابتداء کا علم اور نہ موجد کا۔ اسطرح کی تحقیق کیلئے فقیر کے رسالہ "بدعت ہی بدعت" کا مطالعہ کیجئے۔

ہر فن جُدا:

حضور سرورِ عالم ﷺ کا زمانہ اقدس شریعت ساز تھا۔ آپ کا ہر قول و فعل اصول شریعت تھا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اصول کی تبدیلی بدعتِ سیئہ ہے ہاں اصول کی اشاعت کیلئے طریقے تیار کرنا اور انکے نام رکھنا بدعت حسنہ ہے اسی لئے اسلام میں ہزاروں طریقے اور ہر فن کے نام مقرر ہوئے۔

پھر لکل فن رجال ہر علم وفن کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے مردانِ حق کو مقرر فرمایا ہے اور ہر ایک علم و علماء فن کے اصطلاحات علمیہ جدا جدا ہوا کرتے ہیں چنانچہ الاملاء عن اشکالات الاحیاء میں ارشاد فرمایا ہے:

ولکل علم ایضا الفاظ اختصوا بھا لایشارکھم فیھا غیر ھم الا ان یکون ذالک بالاتفاق من غیر قصدٍ و تکون المشارکۃ اذا تفقت اما فی صورۃ اللفظ دون المعنی اوفی المعنی وصورۃ اللفظ جمیعاً وھذا یعرف من بحث عن مجاری الالفاظ عند الجمھور وارباب الصنائع.

(الاملاء بر حاشیہ الاحیاء جلد اوّل صفحہ ۵۸ مصری)

ہر علم کیلئے الفاظ خاص خاص ہوتے ہیں جس میں اور علوم کے اصطلاحی الفاظ مشارکت نہیں رکھتے۔ہاں بغیر ارادہ اتفاقیہ طور پر اگر ایک علم کے الفاظ خاصہ دوسرے علوم وفنون میں مستعمل ہو بھی جائیں تو صرف لفظی مشاکلت ومشارکت ہوتی ہے معانی علیحدہ ہوتے ہیں۔کبھی کبھی الفاظ مخصوصہ ایک علم کے دوسرے علوم میں مشارکت معنوی وصوری رکھتے ہوئے استعمال ہوتے ہیں۔تو وہ علماء کرام جو الفاظ وکلمات کے محاورات سے ماہر ہوتے ہیں معانی مخصوصہ کو قرائن وصلات کے ذریعہ سمجھ لیتے ہیں۔کہ جب تک کسی علم وفن کی اصطلاحات مخصوصہ پر پوری آگاہی نہ ہو صرف تراجم یا کتب لغت سے امداد لے کر منزل مقصود کو پہنچنا محال ہوتا ہے بلکہ گمراہ ہونے کا امکان ہے چناچہ استاذ الحرمین و تاج العلماء المحققین حضرت علامہ امام ابن الحجر الہیتمی المکی فتاوی حدیثیہ مطبع مصری صفحہ ۲۱۱ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فقد صح الامام ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ بحرمۃ مطالعۃ کتبھم الالمن تحلّی باخلاقھم و علم معانی کلماتھم الموافقۃ لا صطلاحا تھم ولا تجد ذلک الافیمن جد و شمّر و جانب السوء واشتد المنرز وتضلع من

العلوم الظاهرة و تطهر من كل خلق دنى مما تعلق بالدنيا و الاخرة فهذا هو الذى يفهم الخطاب ويؤذن له فى الدخول اذا وقف على الباب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب۔

امام الصوفیاء علامہ شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاف تصریح فرمادی کہ ہماری کتب تصوف کا مطالعہ کرنا حرام ہے مگر اس شخص کیلئے جائز ہے جو ہماری جماعت جیسے پاکیزہ اخلاق ظاہری و باطنی رکھتا ہو اور اصطلاحات صوفیاء کے مطابق ہمارے کلمات تصوف کی تشریح کرسکتا ہو۔ اس قسم کے لوگ کمیاب تو ہوتے ہیں مگر پھر بھی وہ شخص مستحق مطالعہ ہوسکتا ہے جو جد وجہد کرے اور بد اخلاقی سے پرہیز کرے اور علوم ظاہری سے میلان کر کے علوم باطنی کی طرف رجوع کرے (یعنی علوم ظاہری کے اسرار تلاش کرے اور علوم ظاہری سے سیراب ہو کر علوم باطنیہ کی طرف میلان رکھتا ہو۔ اور اخلاق خسیسہ دنیاوی واخروی سے پاک ہو وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جو ہمارے خطابات کا مستحق ہے اور اس کے لئے دروازہ مطالعہ کتب تصوف کا کھلا ہوا ہے۔)

قاعدہ:

صوفیاء کرام پر تنقید واعتراض حرام ہے جو ان پر تنقید یا اعتراض کرتا ہے وہ محروم القسمت ہے چنانچہ یہی علامہ شیخ احمد شہاب ابن حجر الہیتمی المکی فتاوی حدیثیہ مطبع مصری صفحہ ۵۹ پر ارشاد فرماتے ہیں:

وينبغى الانسان حيث امكنه عدم الانتقاد على السادة الصوفية نفعنا الله بمعارفهم وافاض علينا بواسطة حبّنا لهم ماافاض على خواصهم ونظمنا فى ملك اتباعهم ومن علينا بسوابغ عوار فهم ان يسّلم لهم احوالهم ما وجدلهم محملاً صحيحاً يخرجهم عن ارتكاب المحرم وقد شاهدنا من

بالغ فی الانتقاد علیھم مع نوع تعصب ما ابتلاہ لکل علة ومھنة فنعوذبک اللھم من ھذہ القواصم المرھفات والبراتر المھلکات ونسئالک ان تنظمنا فی سلکھم القوی المتین وان تمن علینا بما مننت علیھم حتیٰ نکون من العارفین والائمة المجتھدین انک علیٰ کل شئی قدیر وبالا جابة جدیر.

یعنی علامہ ابن حجر فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۵۹ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان پر واجب ہے کہ جہاں تک ہو سکے جماعت سادات صوفیاءِ کرام پر اعتراض نہ کیا کرے۔ بلکہ دعا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کے معارف سے ہمیں نفع بخشے اور ان کی محبت کی بدولت وہ فیضان الٰہی جو خواص صوفیاء کرام پر برسائے وہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کے تابعداروں میں شامل فرمائے اور عرفان کامل ان عرفاء کاملین سے ہمیں احساناً کچھ مرحمت فرمادے بلکہ ان کے حالات کو ان کے سپرد کردیں۔ جہاں تک ممکن ہو ان کے محامل صحیح تلاش کیا کریں اور محامل بھی ایسے جن سے ان کے دامن عصمت محارم شرعیہ سے محفوظ ہو جائیں اور ہر طرح لفظی گرفت سے مبرا ہو جائیں کیونکہ ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جس شخص نے متعصّبانہ رنگ میں صوفیا کرام کا مقابلہ کیا وہ فوراً ہی اس دنیا میں امتحان و عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر اپنی ایمانی منزل کو برباد کر بیٹھا اور لطف الٰہی واسرار الٰہی کے مراتب سے محروم رہا۔ الٹا بربادی اور ذلت میں مبتلا ہو کر ہر مشقت و بیماری کا شکار ہو کر داخل اسفل السافلین ہوا۔ ہم پناہ مانگتے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ سے کہ اس قسم کی شکستگی اور بے برکتی سے ہمیں بچا کر ان کے غلاموں میں داخل فرما اور جو جو احسانات ان بزرگوں پر فرمائے ہم پر فرما تاکہ اس نسبتِ متبرکہ کے ذریعہ ہم عارفین کاملین وائمہ مجتہدین میں شمار کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ ہمارے جیسے غیر مستحقین کی دعا قبول فرمائے۔ آمین

علامہ ابن حجر الھیتمی المکی فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۳۰۴ پر ارشاد فرماتے ہیں:

ولقد قال قدس الله سره ونور ضریحه نحن قوم تحرم المطالعه فی کتبنا الالعارف باصطلاحنا فانظر کیف هذا نص صریح من الشیخ بتحریم المطالعة علیٰ هولاء الجهلة المغرورین المستهزئین بالدین.

حضرت امام اولیاء امتِ مرحومہ حضرت شیخ اکبر ابن عربی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم وہ قوم ہیں کہ جن کی کتابوں کا مطالعہ کرنا حرام ہے۔ بجز ان علماء کرام کے کہ جن کو ہماری اصطلاحات کا علم ہے۔ ہر کہ ومہ کو اجازت نہیں۔ ورنہ ہر غلط فہمی کے وہ ناقص العلم ذمہ دار ہوں گے جو ہماری اصطلاح سے نابلد ہیں۔

آگے چل کر علامہ ابنِ حجر ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھا شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ نے کس طرح صراحۃً جہلاء مغرور ٹھٹھے بازان دین کو روک ٹوک کی ہے۔ پھر بھی بے سمجھ لوگ نہیں رکتے۔

ازالہءِ وھم:

دور حاضرہ میں صوفیاء کرام کو بدنام کر کے عوام کو باور کرایا جا رہا ہے کہ صوفیاء ایک گمراہ گروہ کا نام ہے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں حلانکہ صوفیاء کو گمراہ کہنے والے خود بہت بڑے گمراہ ہیں اس لیے کہ صوفیاء کرام بہت بڑے ائمہ ومشائخ اور اولیاء عظام ہیں اگر چہ فقہ و دیگر اصطلاحات فنون اسلامیہ کے اسماء کی طرح تصوف وصوفی کی اصطلاح خیر القرون کے بعد متعین ہوئی لیکن اسکی اصلیت تو خیر القرون ہی سے ہے۔

اصطلاح تصوف اور اسکے اصول وضوابط:

فقیر کی مذکورہ بالا تقریر سے ثابت ہوا کہ تصوف اور اسکے اصول وضوابط کے اسماء صدی

اوّل ودوم وسوم میں مرتب ہوئے اور تا حال دوسرے شرعی اصول وضوابط کے اسماء کی طرح مسلسل مستعمل ہورہے ہیں چنانچہ خیر القرون کے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی سے منقول ہے الاملاء عن اشکالات الاحیاء صفحہ ۲۹ بہامش الاحیاء میں ہے،

الوجد مصارفة القلب بصفاء ذکر کان قد فقده.

یعنی وجد کثرت ذِکر اللہ واوراد سے جو کیفیاتِ وہبیہ لدنیہ من جانب اللہ تعالیٰ نازل ہوتی ہیں ان کو کہا جاتا ہے۔

والتواجد استدعاء الوجد والتشبیه فی تکلفه بالصادقین من اهل الوجد.

یعنی: تواجد اصلی میں استدعا وجد کو کہتے ہیں۔ صادقین واجدین کے ساتھ تشبیہ یا تکلف سے آہستہ آہستہ حاصل ہوتا ہے۔

الوجود تمام وجد الواجدین.

یعنی تمام وکمال وجد واجدین کے بعد جو حالت پیدا ہوتی ہے وہ وجود ہے۔

فائدہ: ...... وجد وتواجد اور الوجود تینوں اصطلاحات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال فرمائی ہیں۔ ان کے بعد ہر زمانہ میں اسکا استعمال ہوتا رہا۔ انکے بعد حضرت شیخ الشیوخ سیّدنا شہاب الدین عمر سہروردی بانی سلسلہ سہروردیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

حکی عن بعض الملامیة انه استدعی الیٰ سماع فامتنع فقیل له فی ذلک فقال لانی ان حضرت یظهر علی وجد ولا اوثران یعلم احد حالی.

(عوارف المعارف علی ہامش الاحیاء جلد اول صفحہ ۳۲۲)

یعنی بعض ملامیہ اولیاء میں سے کسی بزرگ کو دعوتِ سماع دی گئی وہ حضرت تشریف نہ لائے ان سے دریافت کیا گیا کہ حضرت آپ کو دعوت بھی دی گئی اور آپ شامل محفل سماع نہ ہوئے۔ کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا مجھے کوئی عذر نہ ہوا تھا۔ صرف رکاوٹ یہ رہی کہ اگر میں مجلس

سماع میں آتا تو مجھے وجد ضرور آتا تھا۔اور میں اپنے مقام معرفت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا فرقہ ملامیہ کے خلاف سمجھتا تھا۔اس لیے حاضر نہ ہو سکا۔یعنی وجد تو جائز ہے لیکن چونکہ اس سے مقام سالک ظاہر ہو جاتا ہے اس لئے اپنے ذاتی فائدہ کیلئے غیر حاضر رہا ورنہ شرعی رکاوٹ تو نہ تھی صرف اپنا مشرب بھی مد نظر تھا۔

ثبوت وجد ورقص از دلیل عقلی:

تصوف، صوفی اور انکے اصطلاحات یہ ہیں جیسے فقہ اور فقیہ، فن حدیث اور محدث، نحو، اور نحوی۔ صرف اور صرفی اور اہلحدیث و اہلِ قرآن او رمنطق، منطقی جیسی اصطلاحات برداشت ہیں تو صوفی، تصوف اور اسکی اصطلاحات قبول کرنی پڑیں گی جو فقہ اور اسکی اصطلاحات کا منکر ہے اور اسلام کا دشمن ہے تو ایسے ہی تصوف اور صوفی کا دشمن ہے جو اسلام کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور دشمنانِ اسلام سے ہماری جنگ ہے۔

ثبوتِ تواجد :

عن عبداللّٰہ ابن عمر قال اشتکی سعد بن عبادة شکوی له فاتاه النبی ﷺ یعوده مع عبدالرحمٰن بن عوف وسعدبن ابی وقاص وعبدالله بن مسعود فلما دخل علیه وجده فی غاشیته قد قضی قالو الا یا رسول الله فبکی النبی ﷺ فلما رائی القوم بکاء النبی ﷺ بکوا فقال الا تسمعون ان الله لا یعذب بلمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بهذا واشار الی لسانه اویرحم وان المیت لیعذب ببکاء اهله

(متفق علیہ مشکوۃ صفحہ ۱۵۰)

یعنی عبداللہ بن عمر روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے۔حضور اکرم مع چند صحابہ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم طبع پرسی کے لیے تشریف لائے ان کی

آخری حالت کو دیکھ کر حضور علیہ السلام روئے صحابہ کرام حضور ﷺ کو روتے دیکھ کر اس رحمت میں شامل ہو گئے ۔ نیز حضور معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا آنکھ کے رونے یا دل کے مغموم ہونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا ۔ البتہ اگر میت ورثاء کو باقاعدہ رونے رلانے کی تاکید کر جائے تو اس ناجائز وصیت پر اس کو قبر میں باز پرس ہوگی وغیرہ وغیرہ ۔

فائدہ:...... اس حدیث پاک میں سچے اور صحیح وجد کا واضح ثبوت ہے اسی کیفیت کا نام وجد ہے اور غلط وجد کی بھی مذمت اس حدیث شریف میں موجود ہے اس کیفیت نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرم رضی اللہ عنھم کا نام وجد ہے ۔ ثابت ہوا کہ خیر القرون میں وجد تھا لیکن نام بعد کو رکھا گیا تو کام نہیں بگڑا ۔

رقص کا جواز:

رقص سے میری مراد صوفیہ کرام کا رقص ہے نہ کہ جو عوام میں ناچنا بھنگڑا ڈالنا یہ بالکل ناجائز و حرام ہے ۔ صوفیاء کرام کا رقص روحانی وجدانی امر ہے کہ جب ان پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ سرور و فرحت سے متحرک ہوتے ہیں بعض اوقات انکی یہ حرکت اسی عرفی رقص کے مشابہ ہو جاتی ہے ظاہری مشابہت کی وجہ سے صوفیہ کرام کی روحانی کیفیت کا نام رقص رکھا گیا اور یہ کوئی برائی نہیں اس لئے کبھی اچھے کاموں کی اصطلاحات غیروں پر مستعمل ہوتی ہیں ۔

رقص کا لغوی و شرعی معنی:

رقص کے معنی پائے کوفتن پایہ دویدن

علامہ زماں فرید الدہر وحید دوران بقیۃ المجتہدین خاتمۃ الفقہاء والمحدثین شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی فتاویٰ حدیثیہ مصریہ صفحہ ۲۱۲ پر ارشاد فرماتے ہیں ۔

سئل نفع الله بهٖ عن رقص الصوفية عندتواجدهم هل له اصل اجاب بقوله نعم له اصل فقد روی فی الحیث ان جعفر بن ابی طالب رضی الله عنه رقص بین یدی النبی ﷺ لما قال له اشتبهت خلقی و خُلقی و ذلک من لذة هذا الخطاب ولم ینکر علیه ﷺ وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعتهٖ من کبار الائمة منهم عزالدین شیخ الاسلام بن عبد السلام .

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی سے صوفیہ کے رقص اور تکلف سے وجد کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس کا ثبوت اصل ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کا اصل ثبوت ایک حدیث شریف ہے جو کہ بایں مضمون احادیث شریفہ میں آیا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میرے مشابہ ہو پیدائش میں اور عادات میں۔اس خطاب کے ذوق میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رقص کرنے لگ گئے۔آنحضرت ﷺ نے نہ روکا۔(نہ روکنا حضور ﷺ کا کسی فعل کو اس کے حدیثِ تقریری ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے) علام ابن حجر اس سے آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں کہ رقص کے وقت مجالس ذکر وسماع میں کھڑا ہو کر شامل رہنے کو ایک بڑی جماعت کبار ائمہ دین کی طرف نسبت فرمادی۔اور امام ابن عبد السلام کا مذہب بھی یہی لکھا۔اب اس سے اور کیا زیادہ تحقیق ہونی چاہیئے جس میں سید الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہا جیسی ذاتِ مقدس بھی موجود ہوں اور قاصی ہو رہی ہے اور انکار تک نہ ہو۔

توضیح:

﴿۱﴾...... حضرت امام غزالی قدس سرہ کیمیائے سعادت صفحہ ۲۲۹ مطبوع نولکشور میں

لکھتے ہیں:

چہ رقص مباح ست کہ زنگیاں در مسجد رقص مے کردند عائشہ رضی اللہ عنہا بہ نظارت رفت۔ ورسول اللہ ﷺ با علی کرم اللہ وجہہ گفت کہ تو از منی و من از تو حضرت علی از شادی ایں رقص کرد و چند بار پائے برزمیں زد۔ چنانچہ عادتِ عرب باشد کہ در شادی ونشاط کنند۔ وبا جعفر رضی اللہ عنہ گفت بامن مائی بخلق وخُلق او نیز از شادی رقص کرد وزید بن حارث رضی اللہ عنہ را گفت تو براد رومولائے مائی از شادی رقص کرد پس کسے کہ میگوید۔ ایں حرام است خطامی کند۔

یعنی رقص کرنا مباح ہے کیونکہ چند لڑکے زنگی مسجد میں رقص کر رہے تھے۔ سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان کے رقص کو دیکھ رہی تھیں۔

(یہ دیکھنا صرف حالت رقص کا تھا بی بی نے صرف حالت کو دیکھا رقص کرنے والوں کو نہیں دیکھا تھا، تفصیل فقیر کی کتاب ''اسلامی پردہ'' میں پڑھیے ...... اویسی)

نیز رسول مکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خوشی میں آ کر رقص کیا۔ اور چند بار پاؤں مبارک زمین پر مارے چنانچہ اہل عرب کی عادت ہے کہ بموقعہ خوشی ونشاط پاؤں زمین پر مارا کرتے ہیں۔ نیز حضور محترم ﷺ نے ایک موقعہ پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو پیدائش اور خُلق میں ہمارے ساتھ معیت رکھتا ہے۔ اس سخن کی لذت سے حضرت جعفر دھمال کرنے لگے۔ نیز حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور انور مظہر انوار الٰہی ﷺ نے فرمایا۔ تم ہمارے دوست اور بھائی ہو۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس فضل الٰہی پر شاداں ہو کر رقص کرنے لگے۔ جن لوگوں نے مطلقاً رقص کو حرام کہا غلط کہا۔

﴿۲﴾...... صاحب نبراس شرح العقائد للسعد التفتازانی رحمۃ اللہ علیہ مطبع ہاشمی میرٹھ صفحہ ۵۶۲ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ان قلت قد حکی عن الغوث الاعظم عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز انہ قالی خفنا بحراوقفاالانبیاء علیٰ ساحلة . قلت ارادا حوال الفن لا یحسبن مدورها عن الانبیاء صلوات اللہ علیهم اجمعین کالو جدوالهق والشطحیات فان الحق سبحانه و تعالیٰ حفظ الا نبیا عنها بتو سیع بواطنهم و کانت تجری فیها بحار العشق والذوق ولا یغلب علیهم الاحوال ، والحکمة فیه انهم اهل مکانته ورزانته و قدوة فحفظر اعمالا یحسنهم العوام.

سوال:...... شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب اعظم یعنی حضور غوثِ اعظم سیدی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم دریائے معرفت کو پار کر گئے جن کے کناروں پر انبیاء علیہم السلام ٹھیرے ہوئے تھے۔ یہ ایک سوال ہے۔

جواب:...... میں کہتا ہوں اس عبور سے مراد عبوران حالات کا مراد ہے جن حالات کا انبیاء علیہم السلام سے صادر ہونا بہ نظر عوام الناس اچھا نہیں ہے۔ جیسا وجد کرنا یا رقص کرنا مغلوب الحال میں شطحیات کا صادر ہونا اگر چہ ان کے سینہ مبارک میں بے انتہا دریائے عشق و محبتِ الٰہی ہے لیکن ان پر حالات کا غلبہ نہیں ہوتا بلکہ وہ حضرات حالات پر غالب رہتے ہیں۔ اس میں حکمت الٰہیہ یہ ہوتی ہے کہ جماعتِ انبیاء علیہم السلام محترم المقام مقتدائے خواص و عوام ہو کر تشریف لاتے ہیں۔ ان پر ہلکا پن اور سبکساری کے نشانات نہیں پائے جاتے۔ چیخنا چلانا رقص وجد اولیاء امت کی شان ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی بزرگوں کی نیکیاں مقربین ایزد متعال کی اضافی غلطیاں ہوتی ہیں۔ گو وجد و رقص اپنے مقام پر سلطنتِ معرفت و طریقت کے مدارج علویہ میں سے ہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں:

آسماں نسبت بہ عرش آمد فرود ...... لیک بس عالیست نسبت خاک آلود

لیکن یہ نسبت نبوت ورسالت عوام کالانعام کی نگاہوں میں نامناسب تھے۔

اس لئے انبیاء علیہم السلام کنارہ پر ٹھرے رہے اوران مقامات کواولیاء امت نے عبور کرتے ہوئے جماعت انبیاء علیہم السلام کی دعائیں لیں۔

انتباہ:

شرعی رقص ہو یا شطحیاتِ اولیاء کرام ان پر اعتراضات کرنا محرومی ہے کیونکہ یہ اُمور اولیائے کاملین کے لئے جائز ہیں اوران کے محامل شرعی اصول پر ہوتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب

تصوف وصوفی کی وجہ تسمیہ:

عارف امام شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ ''عوارف المعارف'' برحاشیہ احیاء علوم الدین جلداوّل مصری صفحہ۱۹۲میں فرماتے ہیں:

قال اخبرنا الشیخ ابو زرعة طاهر بن محمد بن طاهر قال اخبر نی والدی قال اخبرنا ابو علی الشافعی بمكة حرسهاالله تعالٰی قال انا احمد بن ابراهیم قال انا ابو جعفر محمد بن ابراهیم قال انا ابوعبدالله المخزومیقال حدثنا سفیان عن مسلم عن انس بن مالک قال كان رسول الله ﷺ یجیب دعوةالعبدویركب الحمار ویلبس الصوف فمن هذاالوجه ذهب قوم الی انهم سموا صوفیة نسبة لهم الیٰ ظاهر اللبسة لا نهم اختاروا لبس الصوف وایضاقال الحسن البصری لقدادركت سبعین بدریا كان لباسهم الصوف وایضاً وصفهم

ابو هريرة وفضالة بن عبيد فقال كانوا يحزون من الجوع حتى تحسبهم الاعراب مجانبين وكان لباسهم الصوف .

باسناد متصل طویل مذکور الصدر کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب رسول معظم و نبی اکرم ﷺ غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تھے اور گدھی کی سواری بھی کر لیتے تھے اور لباسِ پشم بھی زیب تن فرماتے تھے۔ اس لئے قوم صوفیہ کرام نے لباس پشم کو پسند فرماتے ہوئے پہننا شروع کر دیا اور اپنے فرقہ عالیہ کو امتیازی نام صوفیہ مرحمت فرمایا اور اسی طرح امام ذی مقام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ستر صحابہ بدریوں سے ملاقات نصیب ہوئی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جن کا لباس شریف صوف کا تھا (پشم کا)۔ نیز حضرت ابو ہریرہ و حضرت فضالہ بن عبید ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھوک سے گاہے گاہے زمین پر گر جاتے تو دیہاتی لوگ ان کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ اور لباس شریف ان کا پشم کا تھا۔

سید الشعراء نظامی گنجوی فرماتے ہیں:

تہید ست سلطان پشمینہ پوش ...... غلامی خرو بادشاہی فروش

یہ وہ بادشاہ ہیں جو بظاہر خالی ہاتھ اور پشمینہ پوش ہیں اور فقیری کے خریدار ہیں اور بادشاہی بیچنے والے۔

جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اقوال و احوال سنکر خلافت سے دستبرداری کا اظہار فرمایا تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ذکر اویس۔ یا جیسے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کر دکھلایا کہ شاہی چھوڑ کر فقیری اختیار فرمائی۔

تصوف و صوفی:

انہی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے "عوارف المعارف"

صفحہ ۲۸۹۔ بہامش الاحیاء میں فرمایا کہ التصوف ذکر مع اجتماع و وجد مع استماع اتباع.

یعنی تصوف کس کو کہتے ہیں، صرف تین جملے ہیں۔ جہاں اجتماع ذکر خدا ہو وہاں شامل رہنا۔ جہاں استماع قمل حسن ہو وہاں حالات و کیفیات وجدیہ سے مخلی ہو اور جب موقعہ عمل بالاسلام آئے تو اتباع نبوت و اتباع سلف صالحین ہو۔ جس شخص میں یہ نشانات پائے جائیں وہ اہلِ تصوّف ہے۔

دلائلِ وجد:

حضرت حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن و احادیث سے وجد کے ثبوت کے لئے دلائل قائم فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

﴿۱﴾...... الابذکر اللہ تطمئن القلوب

﴿ترجمہ کنزالایمان﴾...... سُن لو اللہ کی یاد ہی دلوں کا چین ہے۔

فائدہ:...... ذکر اللہ سے قلوب کا چین مل گیا وجد کی کیفیت دل کے چین کی دلیل ہے کہ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ دنیوی امور کی خرابیوں سے آزاد ہو گیا ہے شفاء شریف میں ہے ذکر اللہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور اولیائے عظام کے مناقب سننے پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ (اضافہ اویسی غفرلہٗ)

﴿۲﴾...... اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللہ.

﴿ترجمہ﴾...... اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی انکے بال کھڑے ہوتے ہیں انکے بدن پر جو اپنے سے ڈرتے ہیں

پر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں۔

(پ ۲۳ آیت نمبر ۲۳ رکوع نمبر ۱۷)

طمانیت اور بدن پر رووں کا کھڑا ہو جانا اور خوف اور دل کی نرمی جو ان دو آیات میں مذکور ہیں وہ وجد ہی تو ہے اس لئے وجد وہی ہوتا ہے جو سننے کے بعد نفس میں پایا جائے (احیاء)

تفسیر:...... حضرت صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الٰہی سے اُنکے بال کھڑے ہوتے جسم لرزتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔

(خزائن)

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:...... ایسی صفات کے متقدمین کا وجد کتابوں میں پڑھا اور بڑوں سے سنا اور پھر اپنے زمانہ میں بہت سے خوش بختوں کو دیکھا فلہٰذا وجد کی کیفیت کا انکار سورج کے وجود کے انکار کے مترادف ہے۔

﴿۳﴾...... انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم واذاتلیت علیهم ایته زادتهم ایمانا وعلیٰ ربهم یتو کلون.

﴿ترجمہ﴾...... ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے اُن کے دل ڈر جائیں اور جب اُن پر اُس کی آیتیں پڑھی جائیں اُن کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا کریں۔

(پ ۹ الانفال رکوع نمبر ۱۵ آیت نمبر ۲)

﴿۴﴾...... لوانزلنا هذاالقرآن علیٰ جبل لرائیته خاشعا متصدعا من خشية الله.

﴿ترجمہ﴾...... اگر ہم قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش

ہوتا اللہ کے خوف سے

(پ ۲۸ الحشر آیت ۱۲)

فائدہ:...... ان آیات میں حالات کے قبیل سے خوف اور خشوع وجد ہے اگرچہ مکاشفات کے قبیل سے نہیں مگر کبھی مکاشفات کا سبب ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم)

﴿۵﴾...... واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق.

ترجمہ کنز الایمان: اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کس طرح آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔

(رکوع ا پ ۷ المائدہ، آیت ۸۳)

فائدہ:...... امام غزالی قدس سرہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا کہ جو لوگ قرآن مجید پر وجد کرتے ہیں ان کی تعریف اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

تفسیر:...... حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

یہ اُن کی رقت کا بیان ہے کہ قرآن کریم کے دل میں اثر کرنیوالے مضامین سن کر رو پڑتے ہیں چنانچہ نجاشی بادشاہ کی درخواست پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اُسکے دربار میں سورۂ مریم، سورۂ طٰہٰ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی بادشاہ اور اُسکے درباری جن میں اُس کی قوم کے علماء موجود تھے سب زار و قطار رونے لگے، اسی طرح نجاشی کی قوم کے ستر آدمی جو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے حضور سے سورۂ یٰس سن کر بہت روئے۔

(خزائن)

حضرت امام اسماعیل حقی حنفی لکھتے ہیں کہ اسلام میں نئے لوگ شریک ہوئے

تو قرآن مجید سُن کر رُوتے، آہیں بھرتے، گریہ وزاری کرتے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابتداءِ اسلام میں ہماری بھی یہی کیفیت تھی۔ لیکن اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔

انتباہ:...... اس سے وہ سختی مراد نہیں جو عام مشہور ہے بلکہ قساوۃِ قلبی سے مُراد یہ ہے کہ ہمارے دل اطمینان وسکون کے انتہائی مرتبہ کو پہنچ چکے ہیں۔ اسلئے اب گریہ وزاری ہمارے قلوب کو لاحق نہیں ہوتی۔

(روح البیان)

مزید تحقیقی جوابات امام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم میں لکھے ہیں۔ جنکی تفصیل آخر میں آتی ہے۔

احادیث مبارکہ

﴿۱﴾...... حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ زینت دو قرآن کو اپنی آوازوں سے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا،

اُوتی مزماراً مِن مزامیر آل داؤد علیه السلام .

ابوموسیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازیوں میں سے ایک نغمہ دیا گیا ہے۔

فائدہ:...... خوش آوازی ایک نعمت ہے اور اسی سے ہی دل کی روشنی ورونق میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھنے اور رسول اکرم

فائدہ:...... کی نعت خوانی سننے پر وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (اویسی غفرلہٗ)

﴿۲﴾...... مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ کے سینہ مبارک میں ایسا جوش ہوتا جیسے ہنڈیا کے کھدبد ہونے کی آواز ہوتی ہے۔

فائدہ:...... یہ نماز میں وجد کا ثبوت ہے لیکن اتنا کہ جس کا ذکر حدیث شریف میں

ہے۔ جو لوگ عمداً نماز میں حرکتیں کرنے لگ جاتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں ہاں بے ساختہ کوئی عمل سرزد ہو تو کوئی حرج نہیں۔

﴿۳﴾...... حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

شیبتنی سورۃ ھود ...... بوڑھا کر دیا مجھ کو سورۃ ھود نے۔

فائدہ:...... یہ بھی وجد کی خبر ہے اس لئے کہ بڑھاپا حزن اور خوف سے ہوتا ہے اور حزن اور خوف وجد میں داخل ہیں۔

﴿۴﴾...... مروی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی جب آپ اس آیت پر پہنچے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا

(النساء آیت ۴۱)

﴿ترجمہ کنز الایمان﴾...... تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

آپ نے فرمایا بس کرو اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھایا کسی اور شخص نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا.

﴿ترجمہ کنز الایمان﴾...... بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔ تو آپ بے ہوش ہو گئے۔

(پ۲۹ آیت ۱۲ رکوع ۱۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضور پاک ﷺ یہ آیت پڑھ کر روئے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

﴿ترجمہ﴾...... تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی زبردست حکمت والا۔

(پ ۷، ع ٦، آیت ۱۱۸، س المائدہ)

حضور سرور عالم ﷺ کا دستور تھا کہ آیتِ رحمت پر گزرتے تو دعا مانگتے اور بشارت کی درخواست کرتے۔

ﷺ ظاہر ہے کہ بشارت کی التجاء وجد ہے۔ (احیاء العلوم)

قاعدہ:...... اس طرح کی روایات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حکایات سے وجد کا ثبوت دیا جا سکتا ہے۔

حکایات

جن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ دل کو قرآن سننے سے وجد ہوا ہے وہ بھی بکثرت ہیں۔ صحابہ اور تابعین نے جو قرآن پر وجد کیا ہے ان کی نقول بکثرت ہیں بعض نے معمولی حرکت کی اور کچھ روئے بیہوش ہو گئے اور بعض غشی کی حالت میں فوت ہو گئے۔

انکے واقعات و حکایات اگلے اوراق میں ملاحظہ ہوں۔

حکایت نمبر ۱:...... حضرت زراہ بن ابی اوفی (تابعی) رقہ (جگہ کا نام) میں نماز پڑھاتے تھے ایک رکعت میں آیت پڑھی:

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ

﴿ترجمہ﴾...... پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کڑا دن ہے (سخت ہے)۔

(پ ۲۹ المدثر 8 تا 9 ع 15)

اسکو پڑھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے اور محراب ہی میں فوت ہو گئے آپ تابعین میں

سے تھے۔

حکایت نمبر 2:.......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو پڑھتے سنا:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ

﴿ترجمہ کنزالایمان﴾......بے شک تیرے رب عزوجل کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

(پ ۲۷: الطور 7 تا 8 ع 3)

آپ نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے لوگ آپ کو مکان پر اٹھا کر لے گئے۔ آپ مہینہ بھر بیمار رہے۔

حکایت نمبر 3:.......ابو جریر (تابعی) کے سامنے صالح مری نے قرآن کی چند آیات پڑھیں وہ چیخ مار کر فوت ہو گئے۔

حکایت نمبر 4:.......حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قاری کو پڑھتے سنا:

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ .

﴿ترجمہ کنزالایمان﴾......یہ دن ہے کہ وہ نہ بول سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں۔

(المرسلات 35 تا 36 پ 29)

تو آپ کو غش آ گیا۔

حکایت نمبر 5:.......علی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تجھے وہ ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے معلوم کر لیا ہے اسی طرح بہت سے لوگوں کی حکایات منقول ہیں اور ایسا ہی صوفیا کرام کا حال تھا اور ہے۔

حکایت نمبر 6:.......شبلی رحمۃ اللہ علیہ رمضان کی کسی رات میں ایک امام کے پیچھے اپنی مسجد میں نماز پڑھتے تھے امام نے یہ آیت پڑھی:

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ.

﴿ترجمہ کنز الایمان﴾......اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے،

(پ ۱۵، س بنی اسرائیل آیت ۸۶ ع ۱۰)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ کا طائرِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا اور آپ کا رنگ زرد پڑ گیا اور شانے تھرانے لگے اور یہی بار بار کہتے تھے کہ احباب کو ایسی ہی طرح خطاب کیا کرتے ہیں۔

حکایت نمبر 7:......حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کو غش آیا ہوا ہے مجھ سے فرمایا کہ یہ وہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات سن کر اسے غش آ گیا ہے، میں نے کہا کہ اس پر وہی آیت دوبارہ پڑھو جب وہ آیت پڑھی گئی تو اس کو افاقہ ہو گیا حضرت سری سقطی نے پوچھا کہ یہ مضمون تم نے کہاں سے سمجھا میں نے کہا کہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی بینائی کا ضعف مخلوق کی وجہ سے تھا یعنی (فراق یوسف علیہ السلام سے) تو مخلوق ہی کے سبب سے اچھی ہو گئی اگر آپ کی بینائی کا ضعف حق کے لئے ہوتا تو مخلوق کے سبب سے بینائی میں قوت نہ آتی۔ حضرت سری سقطی نے اس جواب کو اچھا کہا اور جو تدبیر کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی اسی کی طرف شاعر کا قول اشارہ کرتا ہے۔

وَكَأْسٍ شَرِبْتُ عَلٰى لَذَّةٍ ...... وَ اُخْرٰى تَدَاوَيْتُ مِنْهَابِهَا

﴿ترجمہ﴾......: میں نے پہلا پیالہ تو لذت کی وجہ سے پیا لیکن دوسرا اس بیماری کے علاج کے لئے پیا۔

حکایت نمبر 8:......ایک صوفی نے فرمایا کہ میں ایک رات یہ آیت پڑھ رہا تھا،

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ.

﴿ترجمہ﴾...... ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

(پ ۴، ع ۱۰، آیت ۱۸۵)

میں نے اسے مکرر پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ کہاں تک اس آیت کو مکرر پڑھے گا اس سے تو نے چار جن قتل کر ڈالے۔ جنہوں نے پیدائش کے وقت سے اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا تھا۔

حکایت نمبر 9:...... ابو علی معازلی نے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ بعض اوقات میرے کان میں کوئی آیت قرآن مجید کی پڑتی ہے تو مجھے دنیا سے اعراض کرنے کی طرف کشش کرتی ہے پھر جب میں اپنے کاروبار کے لئے اور لوگوں کی طرف رجوع کرتا ہوں تو کیفیت مذکورہ باقی نہیں رہتی۔

حضرت شبلی نے فرمایا کہ اگر قرآن سن کر تم متوجہ اور مائل الی اللہ ہوتے ہو تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توجہ اور عنایت ہے اگر اپنے نفس کی طرف رجوع کرتے ہو تو یہ بھی اس کی شفقت اور رحمت ہے کیونکہ اس کی طرف متوجہ ہونے میں تمہیں بجز اس امر کے اور کچھ شایاں نہیں کہ اپنی تدبیر اور قوت سے بری ہو جاؤ۔

حکایت نمبر 10:...... کسی صوفی نے ایک قاری کو پڑھتے سنا:

یَاۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً.

﴿ترجمہ کنز الایمان﴾...... اے اطمینان والی جان اپنے رب عزوجل کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

(پ۳۰، س الفجر، آیت ۲۸)

تو اس قاری سے دوبارہ پڑھوا کر کہا کہ نفس کو کب تک کہے جاؤں کہ "رجوع کر" اور یہ رجوع نہیں کرتا، پھر وجد میں آ کر ایسی چیخ ماری کہ جان نکل گئی۔

حکایت نمبر 11:...... بکر بن معاذ نے کسی کو پڑھتے سنا:

وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ .

﴿ترجمہ﴾...... اور خبر سنا دے ان کو نزدیک والے دن کی۔

(پ۲۴، آیت ۱۸، ع ۷)

تو مضطرب ہوئے پھر چیخ کر کہا کہ رحم کر اس پر جسے تو نے ڈرایا اور ڈرانے کے بعد بھی وہ تیری طاعت پر متوجہ ہوا یہ کہہ کر آپ کو غش آ گیا۔

حکایت نمبر 12:...... ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی سے

اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ.

ترجمہ:...... جب آسمان شق ہو۔

(پ ۳۰ انشقاق)

سنتے تو آپ ایسے مضطرب ہو جاتے کہ گویا آپ کا بند بند کانپتا ہے۔

حکایت نمبر 13:...... محمد بن صبیح کہتے ہیں کہ ایک شخص فرات کے اندر غسل کرتا تھا اچانک ایک آدمی کنارہ پر یہ آیت پڑھتا ہوا نکلا۔

وامتازوا الیوم ایها المجرمون. (پ ۲۳)

﴿ترجمہ﴾...... اور آج جدا ہو جاؤ اے مجرمو۔

تو وہ نہانے والا تڑپنے لگا یہاں تک کہ ڈوب کر مر گیا۔

حکایت نمبر 14:...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کسی جوان کو تلاوت کرتے دیکھا اور جب وہ ایک آیت پر پہنچا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اس سے محبت ہو گئی چند روز اسے نہ دیکھا تو لوگوں سے اس کا حال معلوم کیا کسی نے کہا کہ بیمار ہے آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے، تو دیکھا وہ نزع میں ہے اس نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ کیفیت وجد جو کہ آپ نے میرے جسم پر ملاحظہ فرمائی تھی وہ اچھی صورت بن کر میرے پاس آئی اور مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ بخش دیئے

خلاصہ...... اہل دل قرآن سننے کے وقت بھی وجد سے خالی نہیں ہوتے اگر قرآن کا

سننا کسی میں کچھ اثر نہ کرے تو وہ اس آیت کا مصداق ہے:

کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاءً

ونداءً صُم بکم عمی فهم لا یعقلون

﴿ترجمہ کنز الایمان﴾...... جو پکارتے ایسے کو کہ خالی چیخ

پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے

ہیں انہیں سمجھ نہیں۔

(البقرہ آیت 171)

بلکہ اہل دل کو تو کلمہٗ حکمت بھی اثر کرتا ہے۔

حکایت نمبر 15:...... جعفر خلدی کہتے ہیں کہ ایک خراسانی صوفی حضرت جنید قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ انسان کے نزدیک اس کی مدح سرائی اور برائی کہنے والے برابر کب ہو جاتے ہیں کسی نے کہا کہ جب آدمی ہسپتال میں جاتا ہے اور قیدوں میں مقید ہوتا ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جواب تمہاری شان کے لائق نہیں۔ پھر آپ نے اس خراسانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ حالت اس وقت ہوتی ہے کہ یقین کر لے کہ میں ایک عاجز مخلوق ہوں، خراسانی نے ایک چیخ ماری اور فوت ہو گیا۔

فائدہ:...... یہی وجد صادق کہلاتا ہے کہ نہ صرف قرآن یا نعت وغیرہ سے وجد ہو بلکہ جو بات بھی معرفتِ الٰہی کا نشان دے اسی سے وجد و حال کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

حکایت نمبر 16:...... ہمارے پیر و مرشد حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی حنفی قدس سرہ بازار سے گذر رہے تھے سبزی فروش آواز دے رہا تھا سوئے پالک سوکھا (یہ سبزیوں کے نام ہیں) آپ کو وجد آگیا بعد فراغت آپ سے پوچھا کہ ان الفاظ پر وجد کیسا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کہہ رہا تھا جو ایک پالک سو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ آپ کی اسطرح

کی وجدانی کیفیات بکثرت مشہور ہیں اکثر فقیر نے ''ذکر سیرانی'' میں بیان کی ہیں۔

حکایت نمبر 17:...... حضرت مولانا محمد یار صاحب گڑھی اختیار خان رحمتہ اللہ علیہ دوکان پر سودا لینے گئے آپ نے اپنی مطلوبہ شے کی طرف اشارہ کیا پھر دوسری کے متعلق پوچھا دوکاندار نے کہا ''اے او ہک اے'' یعنی یہ اور وہ ایک ہے اس پر آپ کو وجد آ گیا۔ بعد فراغت پوچھا گیا کہ آپ کو اس جملہ پر کیسے وجد آیا۔ فرمایا کہ وہ کہہ بیٹھا کہ یہ اور وہ سب ایک ہے آپ چونکہ ''وحدۃ الوجود'' کا مسلک رکھتے تھے اسی لئے آپ اپنے شیخ خواجہ خواجگان حاجی پیر خواجہ غلام فرید قدس سرہ کے اس شعر

ہک ہے ہک ہے ہک ہے ہک دی ہر دم سک ہے
ہک کوں جیڑا ڈوں کر جانڑے کافر تے مشرک ہے

یعنی: صرف ایک ذات ہی کا وجود ہے باقی تمام اشیاء معدوم ہیں اسی لئے جو ایک ذات کے وجود کی طرح دوسرا وجود مانتا ہے وہ کافر و مشرک ہے۔'' پر منطبق کر دیا۔

حکایت نمبر 18:...... حضرت ابوالحسین ثوری رحمتہ اللہ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ تھے ان لوگوں میں کچھ تذکرہ علمی ہونے لگا ابوالحسین ثوری خاموشی سے سنتے رہے یکبارگی سر اٹھا کر اس مضمون کے اشعار پڑھے:

رب ورقاء ھتوف فی الضحی ☆ ذات شجو صدحت فی فتن
ذکر الفا و دہرًا صالحاً ☆ و بکا با بما ارقنی
ولقد اشکو فما افہما ☆ و لقد تشکو فما تفھمنی
غیر انی بالجوی اعرفھا ☆ وھی ایضاً بالجوی تعرفنی

ترجمہ...... صبح کو فاختہ (دل باختہ) نغمہ کوکو سے اپنا زخمی دل مزید زخمی کر رہی تھی۔ یاد کرتی تھی محبوب کو اپنے اچھے اوقات کو رو رو کر اپنا اور میرا غم بڑھاتی تھی کچھ میں اپنے رونے سے اس کا دل زخمی کرتا اور کبھی وہ رو کر میرا دل زخمی کرتی تھی۔ جب میں شکوہ

شکایت کرتا تو وہ کچھ نہیں سمجھتی تھی اور وہ شکوہ شکایت کرتی تھی تو میں بھی کچھ نہیں سمجھتا تھا
سوائے اس کے کہ وہ مجھے عشق کا زخمی سمجھ کر دیکھتی رہی اور میں بھی اسے عشق کے
صدمات کی ماری سمجھ کر دیکھتا رہا۔

راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے وجد نہ کیا ہو اور یہ وجد
ان کو اس علم سے نہ ہوا جس میں وہ بحث کر رہے تھے حالانکہ وہ علم بھی یقینی اور حق ہی تھا۔

حکایت نمبر 19:...... حضرت ابوالحسن دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے
بغداد شریف میں حضرت یوسف بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور سلام کے
لئے سفر کیا جب شہر میں داخل ہوا تو جس سے ان کا حال پوچھا اس نے یہی کہا کہ اس
زندیق سے تم کو کیا کام ہے میرا دل تنگ ہوا یہاں تک کہ واپسی کا ارادہ کیا پھر دل میں
سوچا کہ اتنا بڑا سفر کیا ہے کم از کم انہیں دیکھ تو لو معلومات کر کے آپ کے پاس گیا میں
نے دیکھا آپ مسجد کی محراب میں بیٹھے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں اور و
نہایت خوبصورت اور چمک دمک اور مقطع داڑھی والے ہیں میں نے سلام کیا میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا بغداد سے۔ پوچھا کس
لئے آئے ہو میں نے کہا کہ آپ کی زیارت کے لئے۔ فرمایا اگر بالفرض ان شہروں
میں جہاں سے تم آئے ہو کوئی کہتا کہ تم ہمارے پاس ٹھہر جاؤ ہم تمہارے لئے مکان
یا لونڈی خرید کر دیتے ہیں تو یہ تمہارے آنے سے مانع ہوتا میں نے کہا اب تک تو اللہ
تعالیٰ نے میرا امتحان کسی بات سے نہیں لیا لیکن اگر اس طرح ہوتا تو نہ معلوم اس وقت
میں کیسا ہوتا پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ تجھے کچھ گانا آتا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا سنا
میں نے یہ قطعہ پڑھا:

رائیک یدنینی الیک تباعدی...... فبا عدت نفس فی ابتغا التقرب

رایتک تبنی دائما فی قبعتی...... ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی

﴿ترجمہ﴾...... میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تیرا بُعد مجھے قریب کر رہا ہے تقرب کی طلب سے میرا نفس بعید ہو گیا ہے میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو ہمیشہ میرے فراق کی سوچتا ہے اگر واقعی تم اس کا پختہ ارادہ رکھتے ہو تو تم نے سوچ رکھا ہے اسکا خیال چھوڑ دے (میں تیری رضا پہ راضی ہوں) میرے اشعار سن کر آپ جس قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اسے بند کر کے اتنا روئے کہ داڑھی اور رومال تر ہو گیا حتیٰ کہ ان کے رونے کی کثرت سے مجھے بھی ان کے حال پر ترس آ گیا۔ پھر فرمایا کہ بیٹا لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوسف زندیق ہے اور میرا یہ حال ہے کہ صبح کی نماز سے قرآن مجید پڑھتا تھا مگر میری آنکھ سے ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ اور ان اشعار سے مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

(احیاء العلوم)

نوٹ:...... اس قسم کی حکایات بیشمار ہیں احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، رسالہ قشیریہ، قوت القلوب، کشف المحجوب و دیگر کتب تصوف کا مطالعہ کیا جائے۔

سوالات و جوابات

معترض اعتراض میں مجبور ہوتا ہے یا تو اسے حقیقتِ حال کا علم نہیں ہوتا لیکن جب حقیقتِ حال کا اسے علم ہو جاتا ہے تو مطمئن ہو کر عند اللہ ماجور ہوتا ہے۔ اگر محض ضد اور قلبی مرض و تشفی کے باوجود اعتراض کرنے سے باز نہیں آتا تو سمجھ لو کہ اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا"۔

ذیل میں چند سوالات و جوابات حاضر ہیں:......

سوال ۱:...... بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ واجدین وجد کے وقت کپڑا وغیرہ سنبھالتے ہیں پھر کیوں کر یہ مان لیا جائے کہ یہ لوگ بے اختیار ہیں؟

جواب:- ...... شیخ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ اس کی مثال بیمار کی سی ہے، بیمار دیکھتا سنتا ہے، پہچانتا بھی ہے، مگر ہائے وائے اور حرکات اضطرابیہ سے بھی نہیں رک سکتا، اس کی دلیل قرآن پاک سورۂ یوسف آیت "فلما رأینہٗ اکبرنہ (الایۃ)" میں ہے ملائماتِ مصر ہاتھ بھی کاٹ رہی ہیں جو بے ہوشی پر دلیل ہے اور حاش للہ ماھذا بشرا"۔ یعنی پاکی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے یوسف علیہ السلام بشر نہیں بھی کہہ رہی ہیں تو یہی حال واجد کا ہے۔

آیت ذیل سے یہ تصریح نماز میں رونا اور گرنا ثابت ہے۔

اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا و یقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا

﴿ترجمہ﴾...... جب اس کو ان کے پاس پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل اور کہتے ہیں، بے شک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہوتا ہے۔

(پ ۱۵: بنی اسرائیل رکوع ۲

فائدہ:...... اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ وہ لوگ سجدہ میں بیہوش ہو کر گرتے ہیں۔ یخرون للاذقان سے غائتِ عشق اور خوف اور خیشت مراد ہے اس آیت کے الفاظ "ویقولون سبحان ربنا...... الخ" اس اعتراض کا بھی قلع قمع ہو گیا کہ جب واجدین دیکھتے پہچانتے اور بسا اوقات پانی بھی طلب کرتے ہیں تو انکو بے ہوش اور بے اختیار کیوں جائے؟ کیونکہ ان کا سبحان ربنا...... الخ کہنا بے ہوشی کی حالت میں ہی "بخاری شریف مطبوعہ دہلی صفحہ نمبر ۹۹ میں حدیث ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مرض الموت میں فرمایا۔

مُرُوا ابا بکر یصلی باالناس یعنی یعنی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ لوگو

نماز پڑھائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ان ابابکر اذاقام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ میں کھڑے ہوں گے تو بہ سبب رونے کے لوگوں کو قرآن کی قرأت نہ سنائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عرض کرنے کے بعد پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہی حکم دیا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کو کہو کہ نماز پڑھائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کے رونے سے نہ مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل آسکتا ہے نہ امام کی نماز میں خواہ امام اتنا روئے کہ اس کی قرأت کی سمجھ بھی آئے، اگر رونے سے نماز فاسد ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صاف عرض کرتیں کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے سے لوگوں کی نماز فاسد کریں گے، مگر عرض کیا کہ لوگوں کو قرأت نہ سنائیں گے جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ حضور اکرم ﷺ اور جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔"

بخاری شریف کے اسی صفحہ میں عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور آپ اس قدر روئے کہ میں نے آپ کے رونے کی آواز صف میں سنی"۔ تفسیر یعقوب چرخی صفحہ ۶ اور روح البیان صفحہ ۲۰ میں ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے شام کی نماز پڑھائی جب " ایاک نعبدو ایاک نستعین " پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے کتب فقہ منیۃ المصلی قدوری، کنز الدقائق شرح وقائد، درمختار اور فتاویٰ عالمگیری، قاضیخاں میں باختلاف الفاظ یہ عبارت موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے نماز میں رونا اور آہ کرنا مفسدِ نماز نہیں، بلکہ اگر مقتدی کو امام کی قرأت اچھی معلوم ہوئی اور رو کر کہے، کیوں نہیں یا ہاں یا البتہ تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی یہ سب عبارتیں ظہور الصفات اور تحقیق الوجد میں واضح ہیں جو چاہے دیکھ کر تسلی کر لے جن کے مطالعہ کے بعد ممکن

نہیں کہ کوئی با انصاف انسان انکار کر سکے۔

میری نماز با حضور میرا باسرور ...... ایسے امام سے تو مل ایسی نماز میں تو آ

جب عاشقان الٰہی کو نماز میں حضور قلب حاصل ہو تو وہ مرفوع القلم ہیں جو حرکت بھی ان سے سرزد ہو وہ معتوب نہیں ہے، یہی وہ نماز ہے جو پیر کامل قلندر رفناقی الرسول کی نظر عنایت سے طلب صادق کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ طالب نفس پرست کو جس پیر نے مرید صادق کو یہ نماز نہیں پڑھائی وہ پیر نہیں بلکہ خواہشات نفسانیہ کا پتلا ہے جو مرید کا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہے قیامت میں اسکو باز پرس ہوگی کیونکہ وہ خدا کا مجرم ہے ۔

اک بھی حضورِ قلب سے ہوتی نہیں ادا ...... زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے

نماز بے چینی اور بے قراری کا ہی نام ہے، نماز کی ہیت کذائیہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے، اسلام کے ارکان میں بجز نماز کے اس قدر بے قراری نہیں، گویا نمازی اپنے آقا کے سامنے مرغ بسمل کی طرح ہے کبھی دست بستہ کھڑا ہے کبھی کبھی جھک گیا کبھی پیشانی کے بل زمین پر گر گیا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دیکھا تو جلوۂ یار اسی طرح پرتو فگن ہے پھر اگر غرض کسی وقت میں بھی چین نہیں، کسی وقت قرار نہیں یہ ہے نماز کی ہیئتِ کذائیہ کا فلسفہ۔ نماز بالفتح عند البعض بلغت بعض بمعنی سوز و گداز ہے یعنی نماز کے معنی ہی سوز و گداز کے ہیں ۔صلوٰۃ بمعنی دُعا ہے ۔لیکن اصل لغت میں صلوٰۃ (نماز) کے معنی آگ میں داخل ہونے اور گوشت کو بھوننے کے ہیں ،لغت کی معتبر کتاب قاموس مصنفہ علامہ مجد الدین محمد فروز مراد آبادی میں ہے " صلی اللحم یصلینه ملیاشواه او القاه فی النار وللاحراق ......وصلی النار " کے معنی گوشت بھوننے کے ہیں یا جلنے کیلئے آگ میں ڈالنا اور آگ میں داخل ہونا یہ سب محاورات عرب میں راغب اصفہانی میں ہے صلی بالنار ....وصلیت الشاۃ. وقال یصلی ان والکبریٰ یصلی نارا سیصلی سعیرا. وقال فسوف

نـصـلـیـہ نـاراً. اصل الصنوہ من الصل ۔یعنی آگ میں داخل ہوا۔اور میں نے بکری کا گوشت بھونا۔اس سے آگے قرآن پاک کی متعد آیات کو استشہاداپیش کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ صلوٰۃ (نماز) کے معنی آگ میں داخل ہونے اور گوشت بھونے کے ہیں۔ اسی طرح لسان الغیب حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ العزیز نے اشارہ فرمایا۔

درنمازم خم ابروئے تو چوں یاد آمد!...... حالت رفت کہ محراب بغیریاد آمد!

جس نماز کی تعریف علامہ فیروز آبادی صاحب قاموس اور علامہ راغب اصفہانی نے لکھی وہ نماز قلعے والی سرکار خواجہ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں کو پڑھ کر دکھادی ہے۔ ستر ستر سالہ گنہگار سامنے آئے، ایک نگاہ پاک اُن پر ڈالی اور عشق رسول میں رنگ دیئے جنھوں نے اس نعمت کی قدر کی دونوں جہان میں پاک ہو گئے۔

عجیب شان ہے یہ آپ کے دیوانوں کی
دھجیاں خود بخود اڑتی ہیں گریبانوں کی

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول نماز کو اول وقت ادا کرنا ہے جب نماز کا وقت ہو جاتا تو طبیعت نہایت بیقرار ہو جاتی جب تک ادا نہ کر لیتے چین نہ آتا۔ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ہوتے، جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کی یہ حالت ہوتی (کانہ لایعرفنا) کہ گویا آپ ہم میں سے کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔ بعینہٖ یہی حالت قلندر پاک کی تھی۔

ترمذی شریف باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل میں ہے حضور انور ﷺ سے سوال ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کونسا عمل افضل ہے؟...... فرمایا الصلوۃ لاول وقتھا یعنی اول وقت نماز پڑھنا افضل عمل ہے۔ الوقت الاول من

الصلوٰۃ رضوان اللہ یعنی اول وقت نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہے۔
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے متعلق مروی ہے کہ کانو ایصلون فی اول الوقت یعنی یہ ہر دو جانشینانِ رسول اللہ ﷺ نماز کو اول وقت پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے:

قالت مارأیتُ احدًا کان اشد للظهر من رسول الله ﷺ ولامن ابی بکر ولامن عمر.

(ترمذی)

کہ میں نے ظہر کی نماز کے لئے حضور نبی کریم ﷺ سے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے زیادہ کسی کو جلدی کرنے والا نہیں دیکھا۔ جن حدیثوں میں ہے۔ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ مؤول ہیں، شارحین نے فرمایا ان کا مطلب یہ ہے نماز کا مؤخر کرنا اس میں ہے جہاں لوگ دُور سے آتے ہوں انکے لئے تاخیر کیجاتی تھی۔

انتباہ:...... احناف کے نزدیک گرمیوں میں نماز ظہر کی تاخیر مستحب ہے۔ فقیر نے رسالہ ''ابراد الظہر'' لکھا ہے مطبوعہ ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال:...... بسا اوقات وجد کرنے والوں کے وجد و حال اور ان کے کودنے اور آہ و بکا کا عالم ہوتا ہے کہ تقریر کی سمجھ نہیں آتی اور طبیعت بے لطف ہو جاتی۔

جواب:...... انہیں کی طبیعت بے لطف ہوتی ہے جن کے دل ابھی غلبہ عشق و محبت سے مالامال نہیں وہ لوگ بیزار ہوتے ہیں جو دل میں پہلے ہی اعتراضات اور وساوس لے کر آتے ہیں۔ واجدین کی حرکت بے اختیار جب ثابت ہو چکا کہ ان کی حرکات مفسد نماز بھی نہیں تو اہلِ دل کی یکسوئی میں کس طرح مخل ہو سکتی ہے جن میں واجدین کی حرکاتِ آہ و بکا کی وجہ سے خلل واقع ہو، وہ لوگ اہل دل نہیں، روحانی بیمار ہیں۔ جن کو

نصلیہ نارًا۔ اصل الصنوہ من الصل۔ یعنی آگ میں داخل ہوا۔ اور میں نے بکری کا گوشت بھونا۔ اس سے آگے قرآن پاک کی متعدد آیات کو استشہاداً پیش کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ صلوٰۃ (نماز) کے معنی آگ میں داخل ہونے اور گوشت بھونے کے ہیں۔ اسی طرح لسان الغیب حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ العزیز نے اشارہ فرمایا۔

در نماز خم ابروئے تو چوں یاد آمد!...... حالت رفت کہ محراب بغیر یاد آمد!

جس نماز کی تعریف علامہ فیروز آبادی صاحب قاموس اور علامہ راغب اصفہانی نے لکھی وہ نماز قلعے والی سرکار خواجہ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ نے اپنے غلاموں کو پڑھ کر دکھا دی ہے۔ ستر ستر سالہ گنہگار سامنے آئے، ایک نگاہ پاک اُن پر ڈالی اور عشق رسول میں رنگ دیئے جنھوں نے اس نعمت کی قدر کی دونوں جہان میں پاک ہو گئے۔

عجیب شان ہے یہ آپ کے دیوانوں کی
دھجیاں خود بخود اڑتی ہیں گریبانوں کی

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول نماز کو اول وقت ادا کرنا ہے جب نماز کا وقت ہو جاتا تو طبیعت نہایت بیقرار ہو جاتی جب تک ادا نہ کر لیتے چین نہ آتا۔ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے صحابہ کرام کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ہوتے، جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ کی یہ حالت ہوتی (کانہ لایعرفنا) کہ گویا آپ ہم میں سے کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔ بعینہٖ یہی حالت قلندر پاک کی تھی۔

ترمذی شریف باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل میں ہے حضور انور ﷺ سے سوال ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کونسا عمل افضل ہے؟...... فرمایا الصلوۃ لاول وقتھا یعنی اول وقت نماز پڑھنا افضل عمل ہے۔ الوقت الاول من

الصلوۃ رضوان اللہ یعنی اول وقت نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہے۔
حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے متعلق مروی ہے کہ کانو ایصلون فی اول الوقت یعنی یہ ہر دو جانشینانِ رسول اللہ ﷺ نماز کو اول وقت پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے:

قالت ما رأیتُ احدًا کان اتم للظہر من رسول اللہ ﷺ ولا من ابی بکر ولا من عمر.

(ترمذی)

کہ میں نے ظہر کی نماز کے لئے حضور نبی کریم ﷺ سے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے زیادہ کسی کو جلدی کرنے والا نہیں دیکھا۔ جن حدیثوں میں ہے۔ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ موؤل ہیں، شارحین نے فرمایا ان کا مطلب یہ ہے نماز کا مؤخر کرنا اس میں ہے جہاں لوگ دُور سے آتے ہوں انکے لئے تاخیر کیجاتی تھی۔

انتباہ:...... احناف کے نزدیک گرمیوں میں نماز ظہر کی تاخیر مستحب ہے۔ فقیر نے رسالہ "ابراد الظہر" لکھا ہے مطبوعہ ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال:...... بسا اوقات وجد کرنے والوں کے وجد و حال اور ان کے کودنے اور آہ و بکا کا عالم ہوتا ہے کہ تقریر کی سمجھ نہیں آتی اور طبیعت بے لطف ہو جاتی۔

جواب:...... انہیں کی طبیعت بے لطف ہوتی ہے جن کے دل ابھی غلبہ عشق ومحبت سے مالا مال نہیں وہ لوگ بیزار ہوتے ہیں جو دل میں پہلے ہی اعتراضات اور وساوس لے کر آتے ہیں۔ واجدین کی حرکت بے اختیار جب ثابت ہو چکا کہ ان کی حرکات مفسد نماز بھی نہیں تو اہلِ دل کی یکسوئی میں کس طرح مخل ہو سکتی ہے جن میں واجدین کی حرکاتِ آہ و بکا کی وجہ سے خلل واقع ہو، وہ لوگ اہل دل نہیں، روحانی بیمار ہیں۔ جن کو

کسی کا احساس نہیں یا وہ لوگ زاہدانِ خشک کی صحبتوں کے عادی ہیں جن کی تعریف میں کسی اہلِ دل نے کہا:

ہم جانتے ہیں آئے ہیں ماتم کو فرشتے
جس بزم میں شغلِ مئے وساغر نہیں ہے

سوال:...... اگر قرآن کا سننا وجد پیدا کرتا ہے تو صوفی قوالوں کے سرود سننے پر کیوں جمع ہوتے ہیں۔ قاریوں کے حلقہ میں ہوتا نہ قوالوں میں اور یہ بھی چاہئے تھا کہ ان کا اجتماع اور وجد کرنا قاریوں کہ حلقہ میں ہوتا نہ قوالوں میں اور یہ بھی چاہئے تھا کہ ہر ایک دعوت میں اجتماع کے وقت کوئی قاری بلایا جاتا نہ قوال کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سرود سے افضل ہے۔

جواب:...... اگرچہ قرآن مجید کا سننا باعث وجد ہے مگر اس کی بہ نسبت وجد کا جوش سماع سے زیادہ ہوتا ہے۔ احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی قدس سرہ نے اس کے سات جوابات لکھے ہیں:

﴿۱﴾...... قرآن مجید کی تمام آیات سننے والے کے مناسب حال نہیں اور نہ اس قابل ہیں کہ تمام کو سمجھ کر جس حال میں وہ مبتلا ہے۔ اس پر ڈھال لے۔ مثلاً جس پر حزن اور شوق اور ندامت غالب ہو تو اس کے حال کے مناسب یہ آیت کیسے ہوگی۔

یو صیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (انساء ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان:...... اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔

اور یہ آیت والذین یرمون المحصنات الغفلت المؤمنت (نور، 23)

ترجمہ کنزالایمان:...... بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں ان پارسا ایمان والیوں کو۔

اسی طرح وہ آیت جن میں احکام میراث اور طلاق اور حدود وغیرہ ہیں اور دل کی بابت

محرک وہی چیز ہوتی ہے جو اس کے مناسب ہو اور اشعار کو جو شعراء نے نظم کیا ہے تو حالات دل کے ہی ظاہر کرنے کے لئے ہیں۔ ان اشعار سے حال کے سمجھنے میں کچھ تکلف نہیں کرنا پڑتا ہاں جس پر حالت زبردست غالب ہوا سکے ہوتے ہوئے دوسری حالت کی گنجائش ہی نہ ہو اور تیزی طبع اور ذکائے ذہن اتنا ہو کہ الفاظ میں سے دور دور کے معنی سمجھ لیا کرے تو ایسا شخص ہر بات سننے پر وجد کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یوصیکم اللہ فی اولادکم سے موت کی حالت سمجھے جس سے وصیت کی حاجت ہوتی ہے اور یہ کہ انسان کو ضروری ہے کہ اپنا مال اور اولاد جو دنیا کے اندر دو محبوب چیزیں ہیں ان میں سے ایک محبوب کو دوسرے کے قبضہ کیلئے چھوڑے اور دونوں سے جدائی کر جائے (تو اس خیال سے اس پر خوف اور فزع غالب ہو جائے) یا یوصیکم اللہ میں صرف اسم ذات سن کر مدہوش ہو جائے نہ اس کے آگے کے مضمون کی خبر رہے نہ پیچھے کے معانی کی یاد دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کو دیکھنا چاہئے کہ بندوں پر عنایت رہے اور خیال سے رجا کی حالت جوش کریگی اور اس کے سرور اور استبشار کا موجب ہوگی یا للذکر مثل حظ الانثیین سے دل میں یہ خیال کرے کہ مرد کو مردیت کی وجہ سے عورت پر فضیلت ہے اور آخرت میں فضیلت ان مردوں کو ہے جن کی شان یہ ہے:

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ...... (النساء،۱۱)

﴿ترجمہ﴾......وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید و فرخت اللہ کی یاد سے۔

اور اس خیال سے خوف کرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جیسے عورت اموال میں پیچھے رہ گئی ویسے ہی ہم بھی آخرت کی نعمتوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ تو اس طرح کے خیالات سے بعض اوقات وجد کی تحریک ہوتی ہے، لیکن اسی شخص کو جس میں دو وصف ہوں ایک تو حالت مستغرق غالب ہو دوسرے فطانتِ جید اور ذکاء کامل کہ قریب کی

باتوں پر واقف ہو جائے اور ایسے مردان خدا چونکہ کمیاب ہیں اسی لیے تاویل کی جا
ہے کہ اس میں الفاظ انکے احوال کے مناسب ہوتے ہیں۔ سنتے ہی فوراً حالتِ وج
آجاتی ہے۔

﴿۲﴾..... قرآن مجید اکثر لوگوں کو یاد ہوتا ہے اور کانوں اور دلوں پر کثرت سے آ
جاتا ہے اور جو بات کہ پہلی بار سنی جاتی ہے اس کا اثر دلوں میں بہت زیادہ ہوتا ہے او
دوسری دفعہ میں اثر ضعیف ہو جاتا ہے اور تیسری بار تو گویا رہتا ہی نہیں اگر بالفرض کس
ایسے شخص کو کہا جائے کہ جس پر وجد غالب ہو کہ ہمیشہ ایک ہی شعر پر تھوڑے عرصہ میں
ایک دن یا ہفتہ کے اندر وجد کیا کرے تو اس سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اگر شعر بدل د
جائے تو اس کا اثر اس کے دل میں جدید پیدا ہوگا اگرچہ مضمون وہی ہو جو پہلے شعر کا تھ
مگر لفظ اور وزن و قافیہ کا پہلے سے جدا ہونا نفس کو متحرک کر دیتا ہے گو قول وہی ہوا او
قاری سے ایسا ممکن نہیں کہ ہر وقت نیا قرآن پڑھے اور ہر سورت نئی تلاوت کرے اس
لئے کہ قرآن مخصوص ہے میں کچھ اضافہ ہو سکتا ہے نہ الفاظ بدل سکتے ہیں وہ تو کل کا کل
محفوظ ہے بار بار وہی سنا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عن
نے جب دیہاتیوں کو دیکھا کہ قرآن مجید پڑھتے ہیں اسے سن کر روتے ہیں تو فرمایا ک
ہم بھی کبھی ایسے تھے جیسے تم ہو مگر اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔ (بار بار سن کر سخت یعنی
اس سے مانوس ہو گئے ہیں۔)

ازالہ وہم:

اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا دل دیہاتیوں میں بھی زیاد
سخت تھا یا آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام سے اتنی محبت نہ تھی جتنی دیہاتیوں کو تھی بلک
اصل وجہ یہ تھی کہ دل پر مکرر گذرنے سے عادی ہو گئے تھے اور کثرت اسماع کی وجہ

اس سے اتنا انس تھا کہ اثر کم محسوس ہوتا تھا کیونکہ عادۃً محال ہے کہ کوئی سننے والا ایک آیت سنے جسے پہلے نہ سنا ہو اور اگر یہ کرے پھر تیس سال تک ہمیشہ اسی کو مکرر پڑھ کر رویا کرے حالانکہ آیت وہی مگر چونکہ نئی بات نہیں ہوتی اس لئے کچھ اثر نہیں ہوتا اور یہ مشہور ہے کہ کل جدید لذیذ ہر نئی چیز مزے دار ہوتی ہے۔ ہر نئی بات کا ایک اثر ہوتا ہے۔ اور ہر مانوس شے کے ساتھ انس ہوتا ہے اسی لئے دل پر ایسا اثر نہیں ہوتا جو جدید شے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حکایت:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ کا طواف کثرت سے نہ کرنے دیں اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ کہیں اس گھر سے مانوس نہ ہو جائیں اور پھر اس کی وقعت دل میں کم ہو جائے۔ کیونکہ جو شے بار بار عمل میں آئے اس سے جی دو بھر ہو جاتا ہے اور کعبہ سے ایسا کرنا بے ادبی و گستاخی ہے تجربہ شاہد ہے کہ جو شخص حج کو جاتا ہے اور خانہ کعبہ پر اس کی پہلی نگاہ پڑتی ہے تو روتا اور چلاتا ہے اور بعض اوقات تو دیکھتے ہی بعض لوگوں پر غش آجاتا ہے اور پھر اتفاقاً مکہ کرمہ میں مہینہ بھی ٹھہرتا ہے تو وہ بات دل میں نہیں پاتا جو پہلے دیکھی تھی۔ یونہی قرآن مجید انسان عموماً پڑھتا ہے مانوس ہو جاتا ہے پھر اسکی آیات و کلمات بدل بھی نہیں سکتا بخلاف اجنبی اور نئے اشعار کے ہر وقت تبدیل کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن آیات میں قاری سے ایسا نہیں ہو سکتا۔

﴿۳﴾...... کلام کے موزوں ہونے سے شعر کا مزہ بدل جاتا ہے اور دل میں غلط اثر ڈالتا ہے کیونکہ اچھی آواز موزوں ہوتی ہے اور کلام الٰہی شعری وزن نہیں ہوتا یعنی وزن اشعار میں پایا جاتا ہے آیات میں نہیں ہوتا اور وزن کو اس میں اتنا دخل ہے کہ پڑھنے والا جس شعر کو پڑھتا ہے تو اس میں اگر زحاف کر دے یا غلطی کرے یا لَے کی حد سے (جو نغمہ میں ہوتی ہے) ہٹ جائے تو سننے والے کا دل گھبرائے گا اور اس کا ذوق

بے ذوقی سے بدل جائیگا بلکہ طبیعت کو عدم مناسبت کی وجہ سے وحشت ہوگی اور جب طبیعت پریشان ہوگی تو دل لازماً پریشان ہوگا۔ بخلاف قرآن مجید کے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوسکتی بلکہ معمولی سی تبدیلی سے گناہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ راگ کے رنگ میں قرآن پڑھنا ناجائز ہے۔

﴿۴﴾...... شعر موزوں کی تاثیر دل میں نغموں کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے جن کو لَے کہتے ہیں اور یہ باتیں حرف مقصور کو بڑھانے اور ممدود کو گھٹانے اور کلمات کے بیچ میں وقف کرنے اور بعض کو منقطع اور بعض کو موصول کرنے سے ہوتی ہے اور ایسا تصرف اشعار میں درست ہے مگر قرآن مجید میں جائز نہیں کیونکہ اس میں تلاوت اسی طرح کرنی چاہئے جیسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اگر متقضائے تلاوت کے خلاف اس میں مد کی جگہ قصر یا اس کا عکس یا وقف یا وصل یا قطع ہوگا تو وہ حرام اور مکروہ ہوگا اگر قرآن مجید کو سادہ طور پر جیسے نازل ہوا ہے پڑھا جائے گا تو اس میں وہ اثر نہ ہوگا جو نغموں کے سُروں سے ہوتا ہے حالانکہ تاثیر میں وہ سب سرود مستقل مؤثر ہیں اگرچہ سمجھے نہ جائیں جیسے تاروں کے باجوں اور نفیری اور شاہین اور تمام آوازوں میں جو سمجھ میں نہ آئیں اثر دیکھا جاتا ہے۔

﴿۵﴾...... نغمات موزوں کی تاکید اور آواز موزوں سے بھی ہوجاتی ہے جو حلق سے نہیں نکلتی مثلاً لکڑی سے گن لگانے یا ڈھولکی کی تال وغیرہ سے اثر دوبالا ہوجاتا ہے اس لئے کہ وجد تب ابھرتا ہے جب اس کا سبب قوی ہو اور ان تمام باتوں کے یکجا ہونے سے سبب قوی ہوجاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو تاثیر میں دخل ہے اسی لئے واجب ہے کہ قرآن مجید کو ان جیسے امور سے بچایا جائے اس لئے کہ عوام کے نزدیک ان اُمور کی صورت کھیل جیسی ہے اور قرآن بالاتفاق کھیل نہیں کیونکہ حق محض میں ایسی چیز ملانا جو عوام کے نزدیک کھیل ہو یا خواص کے نزدیک کھیل جیسی صورت

ہوتو جائز نہ ہوگی بلکہ قرآن کی تعظیم چاہیے کہ عام راستوں پر بھی نہ پڑھا جائے اور نہ ہی جنابت کی حالت میں اور نہ ہی بے وضو ہونے کے وقت بلکہ ایسی مجلس میں پڑھا جائے جس میں خاموشی ہی خاموشی ہو اور ظاہر ہے کہ حق حرمت قرآن کی حرمت کا حق ان لوگوں کے سوا اور کسی سے پورا نہیں ہوسکتا جو اپنے احوال کے نگران ہیں۔ اسی وجہ سے راگ کی طرف میلان کیا جاتا ہے جس میں اس نگرانی اور لحاظ کی ضرورت نہیں اسی وجہ سے شادی کی راتوں میں دف بجانا مع قرآن کی تلاوت کے درست نہیں حالانکہ دف بجانے کا حکم حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نکاح کو ظاہر کرو اگرچہ چھلنی بجانے سے ہو (اوکما قال رسول اللہ ﷺ)

مسئلہ:...... اشعار کے ساتھ دف بجانا درست ہے نہ کہ قرآن مجید سے یہی وجہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ ربیع بنت معوذ کے گھر میں ان کی شادی کے دن تشریف لے گئے اور ان کے پاس کچھ لونڈیاں گا رہی تھیں آپ نے ایک جملہ سنا۔

وفینا نبی یعلم مافی غد

ترجمہ...... اور ہمارے میں وہ نبی علیہ السلام ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا وہی پڑھو جو پڑھنا ہے (اوکما قال رسول اللہ ﷺ)

ازالۂ وہم:

اس جملہ سے وہابی دیوبندی استدلال کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں (بالخصوص کل کیا ہوگا) اس کے فقیر نے متعدد جوابات اپنی تصنیف "غایتہ المامولہ اور "نور الھدی" میں لکھے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ آپ نے لڑکی کو اس لئے روکا کہ وہ شعر موضوع کے خلاف تھا اس لئے کہ موضوع غزوات کی داستان تھی اور وہ مناقب پڑھنے لگیں۔ (اویسی غفرلہ)

اشعار گانے کے جواز کی وجہ یہی تھی یہ نبوت کی شہادت ہے اور یہ راگ کھیل ہوتا تو شہادت نبوت نہ ہوتی اسے ایسی چیز سے نہیں ملانا چاہئے جو کھیل کی صورت پر ہو کہ اس صورت میں ان اسباب کی تقویت دشوار ہوگی جسے دل کی تحریک کرتا ہے تو اسی لئے اسے اس قول سے منع فرمایا اور اس مصرعہ کی اجازت دے دی۔ (احیاء العلوم)

فائدہ:...... یہ وہابیوں دیو بندیوں کے لئے امام غزالی قدس سرہ کی طرف سے جواب ہوگا کہ موضوع کی تبدیلی کی وجہ سے روکا۔ (اویسی غفرلہ)

انتباہ:...... جیسے اس لونڈی پر شہادتِ نبوت سے اشعار گانا ثابت ہوا تو ایسے ہی اشعار کی تبدیلی ضروری ہوئی لیکن یہ باتیں قرآن مجید میں نہیں ہوسکتیں۔

اور کبھی کوئی شعر ایسا پڑھتا ہے کہ سننے والے کے حال کے موافق نہیں ہوتا اسی لئے وہ اسے برا جانتا ہے اور قوال کو روک دیتا ہے کہ یہ نہ کہو دوسرا شعر پڑھو کیونکہ ہر کلام ہر حال کے موافق نہیں ہوا کرتا پس اگر دعوتوں میں قاری سے کچھ پڑھوایا کرتے تو بعید نہیں کہ وہ ایسی آیت پڑھتا جو ان کے حال کے موافق نہ ہوتی حالانکہ قرآن سب کا سب لوگوں کے لئے شفاء ہے مگر باعتبار حالات کے ہے مثلاً رحمت کی آیات خائف کے حق میں شفا ہیں اور عذاب کی آیات بے خوف اور مغالطہ میں پڑے ہوئے شخص کے لئے شفا ہیں اسی طرح ہر آیت کا قیاس کیجئے۔

ثابت ہوا کہ قرآن پڑھنے میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت حاضر مجلس کے حال کے موافق نہ ہو اور کوئی اسے اچھا نہ سمجھے اور کلام الٰہی کو برا سمجھے کے خطرہ میں مبتلا نہ ہو جائے کہ پھر اس سے نجات کی کوئی سبیل نصیب نہ ہوگی اور اس خطرہ سے احتراز کرنا نہایت واجب اور ضروری ہے اسی لئے اس سے نجات کی تدبیر یہی ہے کہ کلام کو اپنے حال پر رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو صرف اسی صورت پر ڈھال سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے اس سے کسی دوسری صورت پر ڈھالنا جائز

نہیں اور شاعر کے شعر کو جائز ہے کہ اس کی مراد کے سوا پر محمول کر لیا جائے۔

خلاصہ:

قرآن مجید میں یا تو اس کے برا جاننے کا خطرہ ہے یا تاویل غلط کا اندیشہ جو حال کے موافق ہو تو کلام الٰہی کو ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھنا اور اس کی توقیر واجب ہے یہ چھ وجوہ قرآن مجید کے نہ سننے اور اشعار کی طرف صوفیہ کے میلان کی مجھے محسوس ہوئی ہیں۔ یہ امام غزالی قدس سرہ کا بیان ہے۔

(احیاء العلوم)

ایک اور وجہ لکھی:

(1)...... وہ وجہ یہ ہے جسے ابونصر سراج طوسی نے ذکر کیا ہے کہ قرآن سے سماع نہ کرنے کا عذر اس طرح لکھا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور چونکہ وہ حق اور غیر مخلوق ہے تو بشریت جو اس کی مخلوق میں ہے اس کی تاب نہیں اور اگر معمولی قرآن مجید کے معانی اور ہیبت واضح ہو جائے تو بشریت کی صفات ہٹ جائیں بلکہ مدہوش و متحیر ہو جائے مگر نغمات عمدہ کو طبیعتوں سے مناسبت ہے اور ان کی نسبت لذتوں کی سی نسبت ہے اور امور حقہ سے اسے کوئی نسبت نہیں اور شعر کی نسبت بھی حظوظ کی سی ہے تو اشعار کے اشارات اور لطائف نغمات و اصوات سے ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ہم شکل ہو جاتے ہیں اور لذتوں سے قریب تر اور دلوں پر ہلکے محسوس ہوتے ہیں اس لئے کہ مخلوق کا جوڑ مخلوق سے خوب ہوتا ہے تو جب تک بشریت رہتی ہے اور ہم اپنی صفات اور حظوظ پر ہیں تو ہمیں راحت نغمات دلکش اور اصوات خوش محسوس ہوتے ہیں اس لئے ان حظوظ کی بقاء کے مشاہدہ کیلئے یہی بہتر ہے کہ ہم اشعار کی طرف راغب ہوں اور کلام الٰہی سے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور

اسی سے اس کا آغاز اور اسی پر اس کا انجام ہے حظوظ کے متلاشی نہ ہوں۔ (یہ ابونصر کی تقریر اور انکا عذر کا خلاصہ ہے)

خلاصہ:

کوئی دل اگرچہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قربان کئے ہوئے ہوا سے اللہ تعالیٰ کا قرب ہوگا اور شعراء تو اس کے واقف بھی نہیں ہوں گے لیکن شعراء انسان میں وہ جوش پیدا کرتے ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت سے نہیں ہوتا اور یہ بات شعر کے وزن اور طبائع سے ہم ہونے کیوجہ سے ہوتی ہے۔

نکتہ:...... چونکہ اشعار طبیعت بشری کے مناسب ہوتے ہیں اس لئے انسان شعر بنانے پر قادر ہے لیکن قرآن مجید چونکہ کلامِ بشری کے اسلوب اور طریق سے باہر ہے اس لئے قوت بشری میں نہیں کہ ویسا کلام کہہ سکے کیونکہ اس کی طبیعت کے ہم شکل نہیں۔

انتباہ:...... فقیر نے اس سوال کے جواب میں حضرت امام غزالی قدس سرہ کے تتبع میں طوالت کردی ہے اس لئے کہ فقیر کے دور میں نعت خوانی کی محافل کا انعقاد بڑے ذوق وشوق سے ہوتا ہے مخالفین عوام کو بہکاتے ہیں کہ یہ لوگ قوالی کے عاشق ہیں یہ لوگ قرآن سننے سے کوتاہی کرتے ہیں لیکن نعت خوانی کا بڑا اہتمام کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ اہلِ انصاف کے لئے یہ جوابات کافی ہیں ضدی ہٹ دھرم تو ہے ہی لاعلاج۔

یادر ہے کہ قوالی شے دیگر ہے وہ بھی ہمارے نزدیک بلاشرائط سننا حرام ہے اسکے شرائط کچھ اسی رسالہ میں بیان کئے گئے ہیں تفصیل دیکھنی ہو تو امام غزالی کی ''احیاء العلوم'' ''انطاق المفہوم'' کا مطالعہ کیجئے۔ جن لوگوں نے محافل میلاد و محافلِ نعت کو بھی قوالی کہا ہے یہ انکی شرارت ہے کیونکہ نعت خوانی کی جسطرح دور حاضرہ میں بعض محافل منعقد ہوتی ہیں یہ شرعاً جائز ہے بلکہ عبادت ہے تفصیل و تحقیق کے لئے دیکھئے

فقیر کے رسائل 'نعت خوانی عبادت ہے' 'نعت خوانی پر انعام نبوی' 'نعت خوانی کا ثبوت'

گستاخی کا انجام بد:

چونکہ شرعی سماع اور صحیح محافل نعت خوانی میں بعض خوش قسمتوں پر وجد بھی طاری ہو جاتا ہے رقص نہ سہی بے ساختہ و بلاارادہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں تو ان پر منکرین نے اعتراض کرنا ہی ہے لیکن بعض سنی شامل مجلس بھی انکار و اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اس سے انہیں احتراز ضروری ہے یہ وجد اور اس کی حرکت حقیقی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب بندہ ہو تو اعتراض و انکار پر انجام برباد ہوگا کیونکہ اللہ والوں پر اعتراض و انکار سے منجانب سے اللہ سخت سزا ملتی ہے بلکہ خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ ہے چند حکایات ملاحظہ ہوں۔ فقیر نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں:

﴿۱﴾...... گستاخوں کا برا انجام ﴿۲﴾...... بے ادب بے نصیب

ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

اولیاء کرام پر اعتراض کرنے کا انجام بد

﴿۱﴾...... شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الحسن مخزومی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سنجار میں سے ایک شخص بلاوجہ اسلاف صالحین پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا اور جب وہ مرض الموت مبتلا ہوا اور اس سے کلمہ شہادت پڑھنے کے لئے کہا گیا تو وہ ہر قسم کی بات تو کر لیتا تھا لیکن کلمہ اس کی زبان سے ادا نہ ہوتا تھا اور لوگوں سے کہتا کہ کلمہ پڑھنے کی مجھ کو تکلیف نہ دو۔

یہ واقعہ لوگوں نے جب شیخ (سوید سنجاری) رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ کچھ دیر سرنگوں رہے اور اس کے پاس تشریف لائے اور اس کو کلمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی آپ کی تلقین سے اس نے متعدد بار کلمہ پڑھا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ۔

''یہ اسلاف کو برا بھلا کہنے کی سزا تھی اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے

شفاعت کی تو مجھ سے فرمایا گیا کہ، اگر وہ اولیاء جن کی اہانت کا یہ مرتکب ہوا ہے، راضی ہوجائیں تو ہم تیری شفاعت قبول کرلیں گے۔ چنانچہ میں نے معروف کرخی، سری سقطی اور جنید و شبلی رحمتہ اللہ علیہم سے عالم روحانیت میں اس کی خطا معاف کردینے کی سفارش کی، جس کو ان نیک لوگوں نے قبول فرمایا اور اس کے منہ سے کلمہ جاری ہوگیا۔"

پھر اس مریض شخص نے بتلایا کہ جب میں کلمہ پڑھنے کا قصد کرتا تو ایک سیاہ سی چیز کود کر میرا منہ بند کردیتی تھی۔ اور مجھ سے کہتی کہ میں اولیاء کرام کی طرف سے تیرے لئے ایک سزا ہوں۔ اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا، جس نے اس سیاہی کو سرنگوں کردیا اور اس وقت میں نے زمین و آسمان کے درمیان ایک نورانی لشکر دیکھا جو سواریوں پر" سبوح قدوس اور رب الملائکۃ والروح "کا ذکر کررہا تھا۔ پھر وہ شخص مرتے دم تک کلمہ شہادت کا ورد کرتا رہا۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۴۰۱)

فائدہ: ...... حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مروزہ بطائحی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اولیاء کے قلوب معرفت کا ظرف ہوا کرتے ہیں، قلوب عارفین ظرف محبت اور قلوب محبین ظرفِ مشاہدہ اور قلوب شاہدین ظرفِ فوائد ہوا کرتے ہیں۔ پھر ان حالات کے کچھ آداب بھی ہیں اور جو شخص ان آداب سے غافل ہوجاتا ہے وہ اپنی ہلاکت کا اہتمام کرتا ہے"۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔

"غافل لوگ اللہ کے حکم میں زندگی گزارتے ہیں اور ذکر کرنے والے روحانی زندگی بسر کرتے ہیں اور عارفین اللہ کے لطف و کرم میں زندہ رہتے ہیں اور صدیقین قربِ الٰہی میں حیات تازہ پاتے ہیں اور محبت کرنے والے بساطِ الٰہی پر اس

طرح جیتے ہیں کہ وہ ان کو کھلاتا پلاتا ہے"۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۲۰۷)

﴿۲﴾......شریف محمد بن خضر الحسین بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے۔

کہ موصل کے قاضی یہ کہا کرتے تھے کہ شیخ قضیب البان علیہ الرحمتہ سامنے آگئے۔ اس وقت گلی میں ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس وقت یہاں کوئی موجود ہوتا تو میں ان کی گرفتاری کا حکم دیتا۔

اس خیال کے آتے ہی چند قدم چلنے کے بعد دیکھا قضیب البان نے کر دیوں جیسی شکل اختیار کر لی تھی، پھر چند قدم چل کر بدویوں جیسی صورت تبدیل کر لی، پھر چند قدم چل کر فقیہوں جیسی صورت ہوگئی اس کے بعد اپنی اصلی شکل اختیار کر کے پوچھا کہ......"اے قاضی! ان چار صورتوں میں سے قضیب البان (علیہ الرحمتہ) کی کو نسی صورت ہے، جس کو شہر بدر کرنے کے لئے بادشاہ سے کہنا چاہتے ہو (قضیب البان ایک کامل ولی اللہ تھے انکی اس قسم کی بیشمار کرامات ہیں)

قاضی صاحب کا بیان ہے کہ یہ کیفیت دیکھ کر میں نے ادب کے ساتھ جھک کر شیخ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اللہ سے اپنے سوئے ظن پر استغفار کی۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۲۱۸)

فائدہ:......ایک مرتبہ آپ کا ذکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ "وہ ایسے مقرب بارگاہ ولی ہیں جو صدق واخلاص پر قائم رہتے ہیں"۔

﴿۳﴾......شیخ ابوالحسن جوسقی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے) کے پاس ایک خادمہ تھی جس کا نام ریحانہ تھا وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئی تو شیخ سے عرض کیا کہ مجھے کھجور

کی خواہش ہے۔ جبکہ قریہ وزیراں میں کھجور کا وجود تک نہ تھا۔ البتہ قریہ قطفا میں عبدالسلام نامی ایک شخص کے پاس کھجوریں موجود تھیں۔

چنانچہ شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ نے اس قریہ کی طرف منہ کر کے فرمایا:

'اے عبدالسلام! ریحانہ کے لئے کھجوریں پیش کرو'

اس آواز کو اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں تک پہنچا دیا اور اس نے سفر کر کے وہ کھجوریں ریحانہ کی خدمت میں پیش کیں۔ جن کو ریحانہ نے خوب سیر ہو کر کھایا اور جب عبدالسلام نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں شیخ سے بھی زیادہ کھجوریں عزیز ہیں؟

اس نے کہا کہ میں تو دین و دنیا کو خیر باد کہہ کر صرف شیخ علی (رحمتہ اللہ علیہ) کی خادمہ بن چکی ہوں۔

"جا تیرا انجام تو نصرانی ہونا ہے" یہ کہہ کر وہ فوت ہو گئی اور جب عبدالسلام بغداد واپس ہوئے تو راستے میں کچھ نصرانی عورتوں سے ملاقات ہو گئی۔ جن میں سے ایک کے ساتھ انہوں نے نکاح کا اظہار کر دیا، لیکن اس نے یہ شرط لگائی کہ اگر تم نصرانیت قبول کر لو تو تم سے نکاح کر سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے نصرانی مذہب قبول کر لیا اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے اور اس عورت سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

جب عبدالسلام شدید بیمار ہوئے تو کسی نے حضرت علی رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ "اس کے اوپر ریحانہ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے اور اب وہ چونکہ اس سے راضی ہو گئی ہے اس لئے میں اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو اپنے اصلی دین پر پھیر دے، کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ اس کا حشر نصاریٰ کے ساتھ ہو۔"

پھر آپ نے عمر بزاز علیہ الرحمتہ کو حکم دیا کہ...... 'اس بستی میں جا کر اس کے اوپر ایک گھڑا پانی بہا دو اور اس کو میرے پاس لے آؤ'

چنانچہ جب اس کے اوپر پانی بہایا گیا تو وہ صحت یاب ہو گیا اور تائب ہوا۔
اس کے ساتھ اس کے تمام بیوی بچوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور جب سب لوگ شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عبدالسلام کی وہ تمام صلاحیتیں جو مذہب کی تبدیلی کی وجہ ختم ہو گئی تھیں پھر عود کر آئیں۔"

(قلائد الجواہر صفحہ ۳۱۸۔۳۱۹)

گفتہ او گفتہ اللہ بود ...... اگر چہ از حلقوم عبداللہ بود

﴿۴﴾......ابن السقا کے انجام بد کا واقعہ بھی بہت مشہور معروف ہے......ابو سعید عبداللہ محمد بن بتہ اللہ تمیمی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ۵۱۰ھ میں جامع دمشق میں بیان کیا کہ جوانی میں تحصیل علوم کے لئے بغداد گیا وہاں مدرسہ میں ابن السقا میرا رفیق تھا، ہم عبادت کیا کرتے تھے اور صالحین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان دنوں بغداد میں ایک شخص تھا، جسے غوث کہا کرتے تھے، اس کی نسبت مشہور تھا کہ وہ جب چاہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہے غائب ہو جاتا ہے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تعلیم پاتے تھے۔ ایک روز ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لئے گئے راستے میں ابن السقا نے کہا میں اس غوث سے آج ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب وہ نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا کہ میں بھی ایک مسئلہ دریافت کروں گا تا کہ دیکھوں وہ کیا جواب دیتا ہے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی پناہ کہ میں اس کے سامنے اس سے کچھ پوچھوں۔ میں تو اس کی برکات کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اس غوث کو مکان میں نہ پایا اس لئے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اس نے ابن السقا کی طرف غصہ سے نگاہ کی اور کہا اے ابن السقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جس کا جواب مجھے نہ آئے وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تجھ میں کفر کی آگ

شعلہ زن ہے پھر اس غوث نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا تو مجھ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے تاکہ دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تیری بے ادبی کے سبب تجھ پر دنیا تیرے کانوں کی لوتک گرے گی۔ پھر اس نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ کی۔ انھیں اپنے پاس بٹھایا ان کی عزت کی اور فرمایا اے عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) تو نے اپنے ادب سے اللہ اور رسول کو راضی کرلیا۔ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے مجمع کرسی پر بیٹھا ہوا وعظ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" (قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله) میں گویا تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیری عظمت کے آگے اپنی گردنیں جھکادی ہیں یہ کہہ کر وہ غوث اسی وقت ہم سے غائب ہوگئے، اور ہم نے پھر انہیں نہیں دیکھا۔ مگر ان کے ارشاد کے مطابق سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے قرب الٰہی کی علامت ظاہر ہوئی۔ خاص وعام اس پر جمع ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" اور اس وقت کے اولیاء نے آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو تسلیم کرلیا۔

ابن السقا علوم شرعیہ میں مشغول ہوا یہاں تک کہ ان میں ماہر ہوگیا اور اپنے زمانے کے بہت سے لوگوں سے سبقت لے گیا اور تمام علوم میں مناظرہ میں مخالف کو ساکت کرنے میں مشہور ہوگیا۔ چونکہ فصیح اور صاحب عظمت بھی تھا۔ اس لئے خلیفۂ وقت نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور شاہ روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا شاہ مذکور نے اسے صاحب فنون پایا اور اس سے خوش ہوا اور عیسائی مذہب کے علماء اور پادریوں کو مناظرہ کے لئے جمع کیا ابن السقا نے مناظرہ میں سب کو ساکت کردیا اس لئے وہ شاہ روم کی نظر میں بزرگ ہوگیا پھر اس نے بادشاہ کی لڑکی جو دیکھی تو اس پر عاشق ہوگیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح مجھ سے کردیا جائے۔ شاہ روم نے کہا تمہارے

عیسائی ہوئے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ابن السقا عیسائی ہو گیا بادشاہ نے اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی، تب ابن السقا کو اس غوث کا قول یاد آیا اور وہ سمجھ گیا کہ اسی کے سبب میں اس مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

رہا میں، سو میں دمشق میں آیا اور سلطان نورالدین زنگی شہید نے مجھے بلایا اور اوقاف کا حاکم بنا دیا۔ پس ہر طرف سے دنیا مجھ پر ٹوٹ پڑی۔ اسی طرح ہم تینوں کی نسبت جو کچھ اس غوث نے فرمایا تھا، وہ بالکل سچ نکلا۔

واقعہ مذکورہ بالا کو نقل ابن حجر مکی یوں تحریر فرماتے ہیں۔

اس حکایت میں جو ناقلین عادلین کی کثرت کے سبب معنی کی رو سے متواتر ہے اولیاء اللہ سے انکار پر بڑی زجر و توبیخ ہے کہ مبادا منکر اولیاء اللہ ابن السقاء کی طرح ابدی ہلاکت کے فتنہ میں مبتلا ہو کہ جس سے بدتر کوئی فتنہ نہیں۔

ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کی ذات کریم اور اسکے رؤف و رحیم حبیب پاک ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اپنے احسان و کرم سے ہمیں اس سے اور ہر ایک فتنہ اور بلا سے امن میں رکھے اور نیز اس حکایت میں اس امر کی بڑی ترغیب ہے کہ جہاں تک ہو سکے، اولیاء اللہ کی نسبت حسنِ اعتقاد اور حسن ظن رکھنا چاہئے اور ان کا ادب کرنا چاہئے۔

(تذکرہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۵۹ تا ۶۲ از علامہ نور بخش توکلی رحمتہ اللہ علیہ، نفحات الانس صفحہ ۷۵۹

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنته ، بالحرب"

"جس نے میرے ولی سے عداوت کی تو میں اسے جنگ کا چیلنج دیتا ہوں"

فائدہ:...... اولیاء اللہ سے بغض و عناد رکھنا، ان سے دشمنی کرنا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کو دعوت جنگ دینے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ کے قہر غضب اور اس کی شان جبار

قہاری کا بھلا کیونکر مقابلہ کیا جا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور اولیاء اللہ کے ساتھ عقیدت و محبت اور حسنِ ظن رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

اللھم آمین بحرمة سید المرسلین ﷺ

﴿۴﴾......ابن خلقان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اور بہت سے علماء کا اجتماع تھا اثنائے وعظ میں ابن سقا نامی فقیہ نے ایک مسئلہ غلط انداز سے دریافت کر کے آپ (شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) کو تکلیف پہنچائی چنانچہ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیہ سے کہا کہ تمہارے کلام میں کفر کی بو آتی ہے اور تم یقیناً کسی دوسرے مذہب پر مرو گے۔

چنانچہ جب شاہ روم کا قاصد خلیفہ وقت کے پاس آیا تو یہی فقیہ ابن سقا اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور وہیں نصرانی ہو کر مر گیا۔ حالانکہ وہ حالتِ اسلام میں بہترین قاری تھا۔ بعض لوگوں نے اس کا واقعہ بیان کیا کہ حالت مرض میں اس کو قسطنطنیہ کی ایک دکان میں اس حالت میں دیکھا گیا کہ پنکھا ہاتھ میں لئے اپنے چہرے سے مکھیاں اڑاتا تھا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا اب بھی تجھ کو قرآن یاد ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ سوائے ایک آیت کے اور کچھ یاد نہیں اور وہ آیت یہ ہے۔

'ربما یود اللذین کفروالو کانو مسلمین'

ترجمہ...... بسا اوقات کافر تمنا کریں گے کاش کہ وہ مسلمان ہوتے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا خاتمہ بالخیر فرمائے، آمین۔ اے عزیزو! تمہیں اللہ والوں پر تنقید ترک کر کے اولیاء کرام پر اعتقاد رکھنا چاہیئے اس لئے کہ ان کی دعا تیر بہدف اور سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ لہٰذا ان پر اعتراض نہ کرو کیونکہ تنقید اور ترک

اعتقاد سے جو انجام ابن سقا کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس انجام سے سب کو محفوظ رکھے۔ آمین
(قلائد الجواہر صفحہ ۳۸۸)

﴿۵﴾...... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی خانقاہ میں آیا تو دروازے پر ایک شخص کو پڑا ہوا پایا جو خستہ حال اور ٹوٹے ہوئے پاؤں والا تھا۔ اس شخص نے شیخ صاحب کی خدمت میں اس شخص کی بابت عرض کی اور دعا کی درخواست کی۔ فرمایا اس نے بے ادبی کی ہے پوچھا کون سی بے ادبی فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہے کل ایک یہ اور دو اس کے ہمراہ ہوا میں اڑتے جا رہے تھے جب ہماری خانقاہ کے برابر آئے تو اس کا ایک یار خانقاہ سے منحرف ہو گیا اور ادب کی وجہ سے بائیں طرف ہو کر گزر گیا اور دوسرا دائیں طرف سے مگر یہ بے ادبی کر کے اوپر سے گزرا جس کی وجہ سے گر پڑا۔
(فوائد الفواد صفحہ ۲ تا ۳)

ادب ہے معراج کمالاتِ اولیاء اللہ ...... بدون ادب کبھی بنتے نہیں اولیاء اللہ

حضرت شیخ عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

"آپ ایک مرتبہ نمازِ جمعہ کے لئے نکلے اور اپنے خچر پر سوار ہو رہے تھے کہ قدم نیچے اتار لیا۔ پھر کچھ توقف کے بعد اس پر سوار ہوئے جب لوگوں نے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ...... 'میں نے اس لئے قدم نیچے اتار لیا کہ اس وقت میرے سردار اور میرے شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد میں اپنے خچر پر سوار ہو رہے تھے اور میں نے پیش قدمی کو احترام کے منافی تصور کیا'۔

آپ کے صاحبزادے شیخ ابو حفص بیان کرتے ہیں کہ میں نے والد کے ہمراہ ایک سفر کا قصد کیا تو آپ نے اپنی سواری پر قدم رکھ کر نیچے اتار لیا اور گھر میں چلے گئے

اور میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ......

'اب میرے قدموں کے لئے کہیں جگہ نہیں'

اس کے بعد زندگی بھر طفسونج سے باہر نہیں گئے۔

"آپ ان بزرگوں میں سے تھے جو یہ فرماتے تھے کہ اولیاء کرام میں میری پشت ایسی ہے جیسی پرندوں میں کلنگ کی ہوتی ہے یعنی میں لمبی گردن والا ہوں (انا بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطولھم عنقا) اور جس مرید کے اوپر کوئی بار ہو وہ میرے اوپر رکھ دے"۔

جس وقت آپ نے یہ فرمایا تو شیخ ابوالحسن علی الحسینی رضی اللہ عنہ نے جو خود بھی صاحبِ معرفت تھے اپنی گدڑی اتار کر کہا یہ آپ کے سامنے ہے یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ "اس گدڑی میں مجھے ایک دھاگہ بھی ایسا نظر نہیں آتا جو عنایت الٰہی سے خالی ہو"۔

یہ فرما کر ان کو گدڑی پہن لینے کا حکم دیا لیکن انہوں نے کہا کہ میں جس لباس کو اتار چکا، اس کو واپس نہیں لیتا اور یہ کہہ کر جنت نامی قریہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آواز دے کر کہا کہ اے فاطمہ! میرا لباس لے آؤ، چنانچہ اس آواز کو وہاں سے ان کی بیوی نے (کافی فاصلہ ہونے کے باوجود) سن لیا اور وہ راستے میں کپڑے لاتی ہوئی ملیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تمہارا شیخ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ان کا ذکر صرف زمین پر ہے کیونکہ میں چالیس سال سے حق تعالیٰ کے نزدیک منزل درکات میں ہوں، لیکن وہاں میں نے ان کو کبھی آتے جاتے نہیں دیکھا"۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے دربان ساربان اور حرم کے غلاموں کو حکم دیا کہ "طفسونج کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ راستہ میں تمہیں شیخ

عبدالرحمٰن کے خدام کی ایک جماعت ملے گی، جس کو فلاں فلاں مقصد کے لئے بھیجا ہے، ان سے ملاقات کر کے انہیں واپس شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جانا اور شیخ عبدالرحمٰن سے سلام کر کے کہنا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ چونکہ منزلِ درکات میں ہیں اور اہلِ درکات بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے والوں (مقام مخدع والوں) کو نہیں دیکھ سکتے۔ حضوری میں رہنے والے اہلِ خلوت کو نہیں دیکھ سکتے اور میں تو باطنی دروازے سے اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ فلاں خلعت فلاں وقت جو تم کو عطا کی گئی تھی، وہ میرے ہاتھوں سے نکلی تھی اور وہ خلعتِ رضا تھی۔ دوسری علامت یہ ہے کہ فلاں شب کو جو تم فلاں اعزاز عطا کیا گیا تھا وہ بھی میرے ہی ذریعہ سے پہنچا تھا اور وہ شرف فتح ہے۔ تیسری علامت یہ ہے کہ منزل درکات میں ایک ہزار اولیاء اللہ کی، وجودگی میں جو خلعتِ ولایت عطا ہوئی تھی اس کا رنگ سبز تھا اور اس پر سورہ اخلاص منقش تھی وہ بھی میرے ہی ہاتھوں سے نکلی تھی''۔

راستے میں حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے مریدوں سے شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی ملاقات ہوئی اور ان کو یہ لوگ ساتھ لے کر شیخ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا پیام شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا وہ واقعی سلطان الاولیاء اور صاحب تصرف ہیں'۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۳۶۶ نفحات الانس صفحہ ۷۶۲ تا ۷۶۳)

فیضِ نظر کے لئے ضبطِ سخن چاہیے...... حرفِ پریشان نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور

﴿۷﴾...... ایک مرتبہ شیخ بقا بن بطوہ رحمۃ اللہ علیہ کرامت کے سلسلے میں کچھ فرما رہے تھے کہ ایک صاحبِ کشف وحال شخص نے عرض کیا کہ ہمارے دور میں ایک ایسا

صاحب حال بھی ہے کہ "جب پیاس بجھانے کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالتا ہے تو اس کا ڈول سونے چاندی سے لبریز ہو جاتا ہے اور اگر کسی جانب متوجہ ہوتا ہے تو وہاں سونا ہی سونا بکھر جاتا ہے جب وہ نماز ادا کرتا ہے تو قبلہ اس کے سامنے ہوتا ہے" پھر اس نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا یہ سن کر شیخ (بقا بن بطوہ رحمۃ اللہ علیہ) نے جب اس پر نظر ڈالی تو اسی وقت اس کا حال سلب ہو گیا اور جب اس نے توبہ کی تو آپ نے فرمایا:

"جو گزر گیا وہ لوٹ کر نہیں آتا"

﴿۸﴾...... ایک مرتبہ تین فقہا نے آپ (شیخ بقا بن بطوہ رحمۃ اللہ علیہ) کی امامت میں نماز ادا کی۔ لیکن آپ کی قرأت کو اپنے معیار کے مطابق نہ پا کر کچھ بدظن سے ہو گئے اور جب رات کو سوئے تو تینوں کو احتلام ہو گیا اور جب نہر میں غسل کی نیت سے داخل ہوئے تو ایک بہت بڑے شیر نے ان کے کپڑوں پر قبضہ کر لیا۔ سردی کی شدت سے تینوں کو ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو گیا تو ان حضرات کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اپنے دلوں میں ندامت محسوس کر کے توبہ کی تو شیر نے کپڑے چھوڑے اور یہ پہن کر واپس ہوئے اور جب شیخ خانقاہ سے برآمد ہوئے تو وہ شیر آپ کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ آپ نے اس کو مارتے ہوئے فرمایا "تو نے ہمارے مہمانوں سے کیوں تعارض کیا؟ گو انہیں ہماری ذات سے بدظنی تھی"۔

اور جب وہ شیر چلا گیا تو تینوں فقہا نے آپ کے سامنے توبہ کی تو آپ نے ان سے فرمایا:

"تم زبانوں کی اصلاح کرتے ہو اور ہم قلوب کے مصلح ہیں"

غوث اعظم درمیان اولیاء ...... چوں محمد درمیانِ انبیاء

﴿۹﴾...... حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت غوث عالم اور غوث اعظم میں کتنا فرق ہے؟ تو فرمایا کہ معمولی ہے حتی کہ سائل

نے تین بار یہی پوچھا اور ہر بار یہی جواب پایا جس سے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی
غیرت نے جوش مارا اور بہاؤالدین علیہ الرحمۃ کا فیض یک لخت سلب ہوگیا آخر قصیدہ
لکھ کر حضور (سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور
معافی مانگی۔ قصیدہ کا آخری بند ملاحظہ ہو:

منم سر فدائے تو فدائے خاکپائے تو
فقیر تو گدائے تو گدائے بینوائے تو
بجان جوئم رضائے تو بدل دارم وفائے تو
کنم در دیدہ جائے تو بامید لقائے تو

بہاؤ الدین ملتانی سگ درگاہ جیلانی

فقیر اویسی غفرلہ نے یہ رسالہ صحیح وجد و دھمال والوں کے لئے لکھا ہے اور جو بطور ریاء و تصنع
وجد و دھمال کرتے ہیں ان سے اس رسالہ کا کوئی تعلق نہیں۔ امید ہے اہل علم اس سے
فائدہ پائینگے اور میرے لئے توشۂ آخرت ہو اور عوام کے لئے مشعل راہ ہدایت (آمین)

بجاہِ حبیبہ سید المرسلین

مدینے کا بھکاری...... الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی، رضوی غفرلہ

☆......ایک ضروری التماس سُنّی عوام سے......☆

عالم اسلام کے عظیم تر مصنف اعظم مفسر اعظم قلندر وقت آسمانِ تحقیق کے نیر اعظم زبدۃ العلماء والفقراء مناظر اسلام قاطع نجدیت ورافضیت' تقدس مآب قبلہ وکعبہ ولی کامل محسن اہلسنت رہبرِ شریعت حضرت علامہ مفتی الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ' جن کے زور قلم سے چار ہزار کے قریب کتب ورسائل لکھے جا چکے ہیں اور وہ اشاعت کے منتظر ہیں۔ آپ حضرات ان میں سے اپنی استطاعت کے مطابق کوئی کتاب یا رسالہ اپنے عزیز واقارب مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے اگر شائع کروانا چاہیں تو حضرت صاحب کی فہرست کتب علم کے موتی سے اپنی پسند کی کتاب یا رسالہ چُن کر ہمیں مطلع کریں۔ تمام تر ذمہ داری کمپوزنگ سے لے کر چھپائی تک ہماری ہوگی۔ کتاب یا رسالہ ایک ہی ہفتے کے اندر آپ کے ہاتھ میں۔ انشاء اللہ عزوجل'

رابطہ کے لیے:

ناشر

سیرانی کُتب خانہ

محکم الدین سیرانی روڈ ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور

☆......ایک ضروری التماس سُنّی عوام سے......☆

عالم اسلام کے عظیم تر مصنف اعظم مفسر اعظم قلندر وقت آسمانِ تحقیق کے نیر اعظم زبدۃ العلماء والفقراء مناظر اسلام قاطع نجدیت ورافضیت، تقدس مآب قبلہ وکعبہ ولی کامل محسن اہلسنت رہبرِ شریعت حضرت علامہ مفتی الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ، جن کے زور قلم سے چار ہزار کے قریب کتب ورسائل لکھے جاچکے ہیں اور وہ اشاعت کے منتظر ہیں۔آپ حضرات ان میں سے اپنی استطاعت کے مطابق کوئی کتاب یا رسالہ اپنے عزیز واقارب مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے اگر شائع کروانا چاہیں تو حضرت صاحب کی فہرست کتب علم کے موتی سے اپنی پسند کی کتاب یا رسالہ چُن کر ہمیں مطلع کریں۔تمام تر ذمہ داری کمپوزنگ سے لے کر چھپائی تک ہماری ہوگی۔کتاب یا رسالہ ایک ہی ہفتے کے اندر آپ کے ہاتھ میں۔انشاء اللہ عزوجل

رابطہ کے لیے:

ناشر
سیرانی کُتب خانہ
محکم الدین سیرانی روڈ ماڈل ٹاؤن "بی" نزد سیرانی مسجد بہاولپور 0300-6830592